رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

(انہ اوی القریہ)

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چیکوم بالو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگون سے عسہ ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ - جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۰ - ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

الحکم

میرے مکرم محترم منشی نواب خانصاحب ثاقب میرزاخانی جاگیردار مالیر کوٹلہ الحکم کے متعلق ایک مراسلت بھیجتے ہیں - مین منشی صاحب موصوف کی عنایت کا تہ دل سے ممنون ہون - اور انہیں یقین دلاتا ہون کہ بحالت موجودہ الحکم حاشیہ زیرین جلد کے لیئے کافی چھوڑا جاتا ہے اور اگر یہہ بھی ناکافی ہے تو آئندہ اس امر کا اور بھی لحاظ رہیگا۔ درس قرآن مجید کے متعلق آپ کی رائے قابل قدر ہے مگر افسوس ہے کہ میری رائے مین محض اشارات کافی نہین ہین یہی وجہ ہے جو مین نے تفسیر القرآن کو الگ کرنے کا عزم کیا - اللہ تعالٰے مجھے توفیق دے آپ بھی دعا کرین + اسکے ساتھہ ہی آپ نے ایک نظم بھی ارسال فرمائی ہے جسکو مین ذیل مین چھاپ دیتا ہون - ایڈیٹر -

غزل در مدح الحکم

احمدیت کا مسلم آرگن ہے الحکم
اور انفاس مسیحا کا دہن ہے الحکم
دیکھنے سے اوسکے ہوتی ہے طبیعت باغ باغ
پُر فضا و دلکشا خندان چمن ہے الحکم
اک بشاشت ہے ٹپکتی صفحۂ رخسار سے
دافع صد زحمت و رنج و محن ہے الحکم
اوسکے ہر نقطہ کو گر خال رخ ایمان کہین
دلبر سیمین عذار و سیمتن ہے الحکم
ہفتہ بھر کے بعد ہوجاتا ہے خاصا جمگھٹا
احمدی احباب کی اک انجمن ہے الحکم
بھینی بھینی اسکی خوشبو پھیلتی ہے دور دور
گلستان یاسمین و نسترن ہے الحکم
حفظ ایمان کیلئے گر حرز جان رکھین بجا
قوۃ روحانی غذائے جان و تن ہے الحکم
ہین صدائین میٹھی میٹھی اور نغمے شکرین
خوب گویا طوطے شکر شکن ہے الحکم
اپنی رعنائی کے نشہ مین مگر ہے حال مست
دلبری و دلستانی مین مگن ہے الحکم
ٹکٹکی باندھے ہوئے رہتے ہین ہم مشتاق دید
چھپتے چھپتے منہ پہ کیون پردہ نگن ہے الحکم
چہرۂ زیبا چھپا لیتا ہے کیون یہ مہ لقا
مہر عالمتاب کی روشن کرن ہے الحکم
داغ فرقت مین پڑے جلتے ہین اور روتے ہین ہم
سوز دل اور چشم تر پہ خندہ زن ہے الحکم
ہفتہ عشرہ بعد بھی آنکھین ملانا ہے قسم +
کیا ہی شرمیلی حیا پرور دلہن ہے الحکم
اوسکی شمع رخ پہ جان دیتے ہین ہم پروانہ دار
سرد مہری کے سبب دل کی جلن ہے الحکم
ثاقبا بن کے ناصح اوسکو سمجھاتے ہو کیون
وعظ کہنے مین تو خود شیرین دہن ہے الحکم

خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیر کوٹلوی مرزا خانی -

سرپرستان الحکم سے التماس

اخبار کی ضرورت اور پھر اسکے ضروریات کو مدنظر رکھنا قوم کا فرض ہے - مین ضرورت نہین سمجھتا کہ اخبار مین بار بار ان مشکلات کا ذکر کرون جو آئے دن مجھے اپنے بعض سہل انگار ناظرین کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی ہین - باوصفیکہ قبل از وقت انہین بذریعہ کارڈ ترسیل قیمت کے لیئے یاد دہانی کی جاتی ہے اور وی پی کی اطلاع دیجاتی ہے - پھر بھی بعض بزرگ واپس کر دیتے ہین اور وجہ انکار کچھہ بھی نہین لکھتے مین نے آج کی تاریخ سے یہ التزام کر لیا ہے - کہ جو شخص مطبع کے مرسلہ وی پی کو (جبکہ اسے قبل از وقت اطلاع دی جاچکی ہو اور اسنے مطبع کو مطلع نہ کیا ہو کہ وہ کس وقت قیمت ادا کرے گا) واپس کرے گا - اسی تاریخ سے اسکے نام الحکم بند کر دیا جاوے گا - اگر قومی خدمت کا یہی صلہ ہے کہ ایک شخص دل و دماغ کے قیمتی حصہ کو انکی نذر کرے - اور بہت ساری ذمہ واریون کو اپنے سر لیتا ہوا انکے لیئے وہ ذخیرہ جمع کرے جو ان کی روحانی بھلائی کے لیئے بہترین ذخیرہ ہو اور اسپر اسکی واجب الادا قیمت بھی عند الطلب نہ دی جاوے تو یہ بھی بری بات ہے۔ پس مین اس قاعدہ کو اہم قرار دیتا ہون - سرپرستان الحکم سے امید ہے توجہ کرین گے - اور بروقت چندہ ادا کرنے والے خریدارون کے بہم پہونچانے مین سعی - اللہ تعالٰے انکے ارادون اور ہمت مین برکت دے + الحکم کی قیمت کے متعلق یہہ آخری التماس ہے ہان جس شخص کے حساب مین کوئی غلطی ہو اسکا فرض ہے کہ وہ اگر اطلاعی کارڈ پر اطلاع نہ دے سکے تو وی پی بطور امانت رکھہ کر فیصلہ کرے واپس کرنے مین مطبع کا سخت نقصان ہوتا ہے -

ایڈیٹر الحکم قادیان

+ ان امور کی حتی الوسع اصلاح کی گئی ہے اور وہ باقاعدہ شایع ہوتا ہے ایڈیٹر -

اقول - اس مین کیا شک ہے کہ یہ زلزلہ بھی طاعون کا ایک ضمیمہ ہے اور اوس سے متعلق ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار فرمادیا ہے کہ زلزلہ اور طاعون دونون تیری تائید کے لئے ہین پس زلزلہ درحقیقت طاعون سے ایک تعلق رکھتا ہے کیونکہ طاعون بھی میرے لئے خداتعالےٰ کی طرف سے ایک نشان ہے اور ایسا ہی زلزلہ بھی پس اسی وجہ سے دونون کو تعلق ہے اور دونون ایک ہی امر کے موید ہین اور اگر یہ وہم دل مین پیدا ہو کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون ہی ہے تو یہ وہم درحقیقت فاسد ہے کیونکہ جو چیز کسی چیز سے تعلق رکھتی ہے وہ درحقیقت اُسکا عین نہین ہوسکتی ماسوا اسکے قرینہ قویّہ اسجگہ موجود ہے کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون نہین ہے یعنی جبکہ پہلے اس سے یہ الہام موجود ہے کہ زلزلہ کا دھکا تو پھر ذرہ انصاف اور عقل کو دخل دیکر خود سوچ لینا چاہئے کہ عمارتون کا گرنا اور بستیون کا معدوم ہونا کیا یہ طاعون کی صفات مین سے ہوسکتا ہے بلکہ یہ تو زلزلہ کی صفات مین سے ہے اسقدر منہ زوری ایک پرہیزگار انسان مین نہین ہوسکتی کہ جو معنے ایک عبارت کے الفاظ سے پیدا ہوسکتے ہین اور جو اس کے سیاق اور سباق سے مترشح ہو رہے ہین اور جو معنے واقعہ کے ظہور سے کھل گئے ہین اور انسانی کانشنس نے قبول کر لیا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ وہی ہے جو عفت الدیار کے الہام سے نکلتا ہے پھر اسکے انکار پر اصرار کرے اگر فرض بھی کرلین کہ خود ملہم نے اپنے اجتہادی غلطی سے اس حادثہ کو جو عفت الدیار کے الہام سے ظاہر ہوتا ہے طاعون ہی سمجھ لیا تھا تو اسکی یہ غلطی کر قبل از وقوع ہے مخالف کے لئے کوئی حجت نہین دنیا مین کوئی ایسا نبی یا رسول نہین گذرا جسنے اپنی کسی پیشگوئی مین اجتہادی غلطی نہ کی ہو تو کیا وہ پیشگوئی آپ کے نزدیک خدا تعالیٰ کا ایک نشان نہ ہوگا اگر یہی کفر دل مین ہے تو دبی زبان سے کیون کہتے ہو پورے طور پر اسلام پر کیون حملہ نہین کرتے کیا کسی ایک نبی کا نام بھی لے سکتے ہو جسنے کبھی اجتہادی طور پر اپنی کسی پیشگوئی کے معنے کرنے مین غلطی نہین کھائی - تو پھر تبلاؤ کہ اگر فرض بھی کرلین کہ لفظ متعلق کے معنے بعینہ طاعون ہے تو کیا یہ حملہ تمام انبیاء پر نہین - عفت الدیار کے الہامی فقرہ پر نظر ڈالکر صاف ظاہر ہے کہ اس فقرہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اس سے گر جائینگی اور نابود ہو جائینگی اور ظاہر ہے کہ طاعون کا عمارتون پر کچھ اثر نہین ہوتا پس اگر ایڈیٹر اخبار الحکم نے ایسا لکھ بھی دیا کہ یہ فقرہ طاعون سے متعلق ہے اور تعلق سے وہ معنے سمجھے جائین جو معترض نے کئے ہین تو غایت مافی الباب یہ کہا جائیگا کہ ایڈیٹر الحکم نے ایسا لکھنے مین غلطی کی اور ایسی غلطی خود انبیاء علیہم السلام سے پیشگوئیون کے سمجھنے مین بعض دفعہ ہوتی رہی ہے جیسا کہ ذھب وھلی کی حدیث بخاری مین موجود ہے اور اس کے لفظ یہ ہین - قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انّی اُھاجر من مکۃ الیٰ ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انّھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکھا کہ مینے مکّہ سے ایک ایسی زمین کیطرف ہجرت کی ہے جسمین کھجورون کے درخت ہین پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب - اب دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنکی رویا وحی ہے اور جنکا اجتہاد سب اجتہادون سے اسلم اور اقویٰ اور اصح ہے اپنی رویا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی پس کیا یہ پیشگوئی آپ کے نزدیک پیشگوئی نہین ہے اور کیا آپ طیار ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک حملہ کردین پس جبکہ اجتہادی غلطی مین آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم بھی شریک ہین تو پھر آپ کا یہ کیا ایمان ہے کہ تعصب کے جوش مین آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی عزت کی بھی کچھ پروا نہین کرتے اور خدا تعالےٰ سے کچھ شرم نہین - اور پھر نتیجے منفرد... ... درندہ ترسی کا دھیان رکھکر عفت الدیار کے الفاظ کی طرف دیکھنا چاہئے کہ اسکے الفاظ طاعون پر صادق آتے ہین یا زلزلہ پر - کیا یہ ایمانداری ہے کہ جبکہ واقعہ موعودہ کے ظہور نے عفت الدیار کے معنون کو خود کھولدیا پھر بھی اس سے مراد طاعون ہی ٹھہیر۔ اس پیشگوئی کے الفاظ صاف طور پر پکار رہے ہین کہ وہ ایک حادثہ ہے جس سے عمارتین گر جائینگی اور ایک حصہ ملک کی بستیون کا نابود ہو جائیگا اگر آپ عربی نہین جانتے تو کسی عربی دان سے پوچھ لین کہ عفت الدیار محلھا ومقامھا کے کیا معنے ہین اور اگر کسی پر اعتبار نہ ہو تو اوس مصرع کے معنے جو شارح نے لکھے ہین وہ دیکھ لین - اور وہ معنے یہ ہین اندرست دیار الاحباب والمنیٰ ما کان منھا للحول وما کان للاقامۃ دیکھو معلقہ چہارم شرح مصرع اول (یعنی دوستون کی بستیان اور انکے گھر نابود ہوگئے اور وہ عمارتین نابود ہوگئین جو چندروزہ اقامت کے لئے تھین جیسے سرائے یا قومون کی زیارت گاہین اور وہ عمارتین بھی نابود ہوگئین جو مستقل سکونت کی تھین اب تبلاؤ یہ معنے طاعون پر کیونکر صادق آسکتے ہین اور طاعون کو عمارتون کے گرنے سے کیا تعلق ہے - ان معنون مین اور خدا تعالےٰ کی وحی کے معنون مین صرف ماضی اور مضارع کا فرق ہے یعنی لبید نے اسجگہ ماضی کے معنے ملحوظ رکھے ہے اور خدا تعالےٰ کے کلام مین اسجگہ استقبال کے معنے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ آئندہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اور بستیان نابود ہو جائینگی نہ عارضی سکونتین باقی رہینگی نہ مستقل سکونتین۔ اب تبلاؤ کہ کیا یہ معنے طاعون پر صادق آسکتے ہین اب ہٹ دھرمی کرنا کیا فائدہ ناحق خدا کی حد دو ہی آدمی کیا کرتے ہین یا سخت احمق یا سخت بے ایمان اور متعصب - پھر اگر آپ وہی اعتراض پیش کرین جسکا پہلے بھی جواب دیا گیا ہے یعنی یہ ماضی کا صیغہ ہے اور لبید رضی اللہ عنہ نے ماضی کے معنون پر استعمال کیا ہے - تو اسکا جواب پہلے بھی گذر چکا ہے کہ اب یہ کلام لبید کا نہین ہے بلکہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے - خدا تعالےٰ نے جابجا قرآن شریف مین عظیم الشان پیشگوئیون کو ماضی کے لفظ سے بیان کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تبت یدا ابی لھب وتب - ما اغنیٰ عنہ مالہ وما کسب[*] اب ذرہ کچھ انصاف کو کام مین لاکر جواب دو کہ اس پیشگوئی کے الفاظ ماضی کے صیغہ مین ہین یا مضارع کے صیغہ مین عقلمند کے لئے تو یہ ایک سخت ندامت کا موقع ہے بلکہ ایسی غلطی مرنے کی جگہ ہو جاتی ہے جبکہ ایک شخص باوجود دعوے علم

(باقی آئندہ)

[*] بائیبل مین بھی بہت جگہ آئندہ واقعات کو ماضی کے صیغہ مین بیان کیا گیا ہے جیسا کہ یہ فقرہ بابل گر پڑا بابل گر پڑا دیکھو یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۹ - اور جیسا یہ فقرہ ملک بنور کرو وہ ویران ہو گیا قریتیم رسوا ہوا دیکھو یرمیا باب ۴۸ - آیت ۱ منہ

سوالات

ذیل کا ایک عجیب اشتہار جو ۱۲ سوالون پر مشتمل ہے مولین (لونہری) کے علاقہ سے آیا ہے مین اسکو عام لوگون کے فائدہ کے لئے چھاپ دیتا ہون علماء کا جواب اگر کسی نے کچھ دیا تو اسی سلسلہ مین دلچسپ مضمون ہوگا۔

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

تمام علماء دین کی خدمت مین عموماً مولوی علی رضا صاحب رامپوری افسر مدرس مدرسہ اسلامیہ مولین اور مولوی عنایت اللّٰہ خطیب مسجد بھیا گانو علاقہ بلوچگی کی خدمت مین خصوصاً ہم چند سوال پیش کرتے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ ہمارے سوالون کا جواب رائے وقیاس سے نہ دیا جائے بلکہ قرآن شریف کی آیت بتائی جاوے یا ایسی حدیث لکھی جاوے جو امام اعظم رح کے اصول کے موافق روایتاً و درایتاً باب عقاید مین قابل حجت ہوسکتی ہو اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو حضرت امام اعظم رح کا قول بتایا جاوے جو کسی مستند کتاب مین مذکور ہو -

سوالات

(۱) زید نے اگر حضرت عیسےٰ ع کو فوت شدہ کہدیا تو کیا اسلام سے خارج اور کافر ہوگیا؟ کیا زید کے یہان آنا جانا یا کھانا پینا حرام ہوگیا؟ جو لوگ حضرت عیسےٰ کی وفات کا عقیدہ نہین رکھتے کیا وہ زید کے یہان صرف جانے سے یا اوس کے یہان کھانے پینے سے کافر ہو جاوینگے؟ -

(۲) حضرت عیسےٰ ع کے زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر جانے اور اب تک جسمانی زندگی کے ساتھ بے آب ودانہ موجود رہنے کا بیان قرآن مجید کی کس آیت مین ہے؟ -

(۳) آیت کریمہ وما محمد الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے کس مدعا پر استدلال لایا گیا ہے؟

(۴) رسول اللہ صلعم نے آیت فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کا کیا مطلب سمجھا تھا؟

(۵) نزول قرآن کے پہلے یا نزول قرآن کے وقت محاورہ عرب مین کسی انسان کو زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھا لینے کے معنے مین توفی یا رفع الی اللہ کا استعمال ہوتا تھا یا نہین اگر ہوتا تھا تو اسکی کوئی نظیر بتائی جائے اور اگر نہین ہوتا تھا تو کسی لفظ کو ایسے معنی مین استعمال کرنا جسمین وہ لفظ کبھی مستعمل ہوا ہو فصاحت وبلاغت کے برخلاف ہے یا نہین؟

(۶) مجتہدین اربعہ رح نے حضرت عیسےٰ ع کا زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھ جانا اپنی کسی کتاب مین لکھا ہے؟

(۷) حضرت ابن عباس کی جو تفسیر امام بخاری نے اپنی صحیح مین درج کی ہے وہ قابل اعتبار ہے یا نہین؟

(۸) کوئی صحابی اگر اپنے پیدا ہونے کے پہلے کا کوئی واقعہ روایت کرے تو اُسکی صحت کیلئے کیا شرطین ہین؟

(۹) کوئی راوی اگر اپنے پیدا ہوتے سے سیکڑون برس پہلے کا کوئی واقعہ بلا سند روایت کرے تو یہ روایت قابل استدلال ہے یا نہین؟

(۱۰) مفسرین کے اقوال اور اُنکی توجیہین اور تاویلین اور اُنکی بلا سند روایتین عقائد اسلامیہ کے مستقل حجت ہین یا نہین؟

(۱۱) مفسرین نے اہل کتاب کی روایتین اپنی تفسیرون مین لکھی ہین یا نہین؟

(۱۳) اصطلاح مین تاویل کسکو کہتے ہین اور نص قرآنی مین تاویل کرنی کس صورت مین جائز یا ضروری ہے؟

(۱۴) باب عقاید مین صرف یقینیات کا اعتبار ہے یا ظنیات کا بھی؟

(۱۴) صحاح ستہ کی حدیثین متواتر ہین یا آحاد؟

(۱۵) احادیث آحاد مفید علم یقین اور قطعی کو ہین یا صرف ظن کو؟

(۱۶) آیت و حدیث مین جب تعارض ہو تو آیت مین تاویل کرنی چاہیئے یا حدیث مین؟

(۱۷) جو حدیث آحاد کے درجہ مین ہے جب کسی آیت سے معارض ہو تو آیت پر یقین لانا چاہیئے یا حدیث پر؟

(۱۸) کسی حدیث کا نص قرآنی کے معارض ہونا اُسکی موضوعیت کی دلیل ہے یا نہین؟

(۱۹) پیشین گوئی کی حدیثین باب عقاید مین حجت قطعی ہین یا نہین؟

(۲۰) پیشین گوئی کی حدیثون پر تفصیلی یقین رکھنا ضروری ہے یا اجمالی؟

(۲۱) امام اعظمؒ کے نزدیک حدیث احاد سے زیادتی علے الکتاب جائز ہے یا نہین؟

(۲۲) اگر حضرت عیسے علیہ السلام وفات پاکر زمین مین مدفون ہوگئے ہون تو پھر قیامت کے قریب اللہ تعالے اپنی قدرت کاملہ سے اُنکو زمین پر نازل کرسکتا ہے یا نہین؟

العبــــــد

حافظ احمد علی ایٹھوین مولوی حافظ حاجی غلام نبی صاحب مرحوم - چھیانزون علاقہ بلوخنگ ضلع مولمین (لوئر برہما)

لفظ مسیح کی نئی تاویل

اینی بسنٹ صاحبہ کے نام سے الحکم کے ناظرین غالباً ناواقف نہین اس ولایتی بی بی کے مذہب کا صحیح پتہ لگانا بھولے بھالے ہندؤن کو تو شاید مشکل ہو لیکن ایک زیرک اور صاحب فراست مسلمان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اندر ہی اندر بسنتی بی بی کس مذہب کی اشاعت کر رہی ہین حال مین آپنے لفظ مسیح کی ایک عجیب تاویل کی ہے اور یہ کوئی بسنتی دیوی کی خصوصیت نہین بلکہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا مین حضرت مسیح موعودؑ کے فیض اور اثر سے اندر ہی اندر یہ جات پیدا ہو رہی ہے کہ وہ عیسویت سے بیزار ہوتے جاتے ہین اور یا مرتا کیا نہ کرتا - ڈوبتی کو تنکے کا سہارا کافی کے مصداق ہوکر ایسی تفریح عیسوی اصولون کی کر رہے ہین جو کبھی عیسائیون کے وہم مین بھی نہ گذرے ہون -

" بہر حال بسنتی دیوی فرماتی ہین کہ مسیح کا نام جوکہ تمام عیسائی ممالک مین ایک مکمل انسان کے لئے مستعمل ہوتا ہے ایک انسان سے زیادہ وہ ایک حالت کا نام ہے انسان ترقی کرتے کرتے صدیون کے بعد مکمل حالت کو پہونچکر اطمینان کامل حاصل کرتا ہے اور وہ جس کو مسیح کے نام سے ملقب کرتے ہین ان چند آدمیون مین سے ہے جو کہ انسانی زندگی کے مقصد اصلی کو حاصل کر چکا ہو ہر شخص کو اس حالت تک پہونچنے کی کوشش کرنی چاہیئے "

اینی بسنٹ کی رائے کیسی صاف اور حضرت مسیح موعودؑ کی مؤید ہے - اینی بسنٹ مسیح کو شخصیت نہین سمجھتی بلکہ ایک خاص حالت اور وصف کا مظہر مانتی ہے - پھر مسیح موعود کے مسیح ابن مریم ہونے مین کیا شک رہا؟

عیسائیو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

شیرازۂ قوم

مین الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین اس ضرورت کو قوم کے سامنے پیش کر چکا ہون کہ ضلع وار احمدی جماعت کی فردین طیار کیجاوین اور ایسا ہی ضلع وار جنرل کمیٹیان قایم ہون جو اپنے ضلع کی دوسری احمدی جماعتون کو قومی ضروریات اور مقاصد سے اطلاع دیتی رہا کرین اس سے پہلے کہ ایسی باقاعدہ جماعتین قایم ہوجائین یہہ ضروری امر ہے کہ افراد قوم کا پتہ لگ جاوے جنکو شیرازۂ قوم مین یکجا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے - اسی ضرورت کو حضرت حکیم الامتہ کے الفاظ مین اور بالآخر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پر زور الفاظ مین شائع کر چکا ہون اسکے بعد اگر کوئی شخص اس قومی ضرورت کے پورا کرنے مین میرا مددگار نہین ہوتا تو یاد رہے کہ وہ شخص قومی قصوروار ہوگا میری اس تحریر پر بابو چودہری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ اور مولوی عزیز بخش صاحب بی - اے ڈیرہ غازیخان نے تحریری طور پر اطلاع دی ہے - کہ وہ اس کام مین ہر طرح سے مدد دینے کو آمادہ ہین - اور اونہون نے چھپے ہوئے فارم بھی طلب کئے ہین - اور چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے زبانی مجھے فرمایا تھا کہ وہ اپنے صرف خاص سے ایک آدمی ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی مکمل فہرست طیار کرنے کو روانہ کرین گے ان کے سوا مجھے کسی احمدی بھائی نے جن پر مینے حسن ظن کے طور پر امید ظاہر کی تھی کہ وہ اس کام مین مجھے مدد دین گے کوئی اطلاع ہان یا نہین کی نہین دی جسکو مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون - کیا وہ یہ سمجھتے ہین .... کہ یہہ ایک فضول اور لغو کام ہے جسکی مین تحریک کرتا ہون - کیا اسکا فائدہ اور نفع ایک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہے؟ اگر ایسا سمجھہ لیا گیا ہے تو سخت غلطی ہے مین اپنے ان تمام احباب کو آگاہ کرتا ہون کہ وہ قومی ضروریات پر گہری نظر کرین اور اس تحریک کو بے سود نہ سمجھین جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر مین حصہ لین کیونکہ اس کی تکمیل پر ضروری قومی تحریکین کی جانے والی ہین - مین آج کے اخبار مین اس مقصد کی تکمیل کی خاطر ایک نقشہ بھیجتا ہون - ہر شخص جس کے پاس یہہ نقشہ پہونچے بشرطیکہ وہ احمدی ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے مقام کے سر برآوردہ احمدی کی معرفت اسکی خانہ پوری کرے اگر وہ نقشہ کافی نہ ہو تو خود اپنے ہاتھ سے سادہ کاغذ پر کھینچ کر اسکے ساتھہ شامل کرے - اور اسطرح پر مکمل فرد احمدی جماعت کی جو اس مقام پر ہو ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے - اس مین سستی اور کاہلی سے کام نہ لے - بلکہ اس نقشہ کے پہونچنے پر اسکا پہلا فرض یہہ ہونا چاہئے کہ وہ اسکی خانہ پوری کرکے میرے پاس بھیجدے -

ایک آنہ میں کالج بن سکتا ہے

کسی کام کے ابتدا اور اوائل مین جو جو مشکلات اور روکین ہوتی ہین وہ ایسی نہین کہ احمدی احباب اُنہین سمجھہ نہ سکین - خصوصاً نبوت کے سلسلون مین ایسی روکون کا آنا ضروری ہوتا ہے - تعلیمی ضروریات کے لئے تعلیم الاسلام سکول قادیان مین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما سے کھولا گیا جو ۱۸۹۸ء مین کھلا اور پھر ہائی سکول اور کالج تک ترقی کر گیا - کالج کی پہلی دو کلاس کھول دی گئی تھین اور سالگذشتہ کا نتیجہ بھی اعجاز سے کم نہ تھا لیکن یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت آئندہ جب تک کالج کی مالی حالت مستحکم اور سٹاف اور عمارت مکمل نہ ہو - کالج رہ نہین سکتا - اسلئے مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینجنگ کمیٹی کو نہایت دردِ دل اور افسوس کے ساتھہ اسوقت تک کے لئے کالج کو بند کرنا پڑا جبتک اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے ایسے اسباب بہم پہونچادے جو یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت ہمارا کالج قایم رہ سکے - کچھہ شک نہین احمدی قوم پر بہت سے چندون کا بوجھہ ہے اور کئی لاکھہ روپیہ کالج کے واسطے جمع کرنا آسان امر نہین ہے - لیکن وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکی ہو - جو اپنے مال و جان کو خدا کے رسول کے ہاتھہ پر بیچ کر چکی ہو اسکے سامنے اس قسم کا خیال بھی پیش کرنا شاید میری اپنی غلطی ہو - اور قومی حمیت کی ایک قسم کی توہین ہو - حضرت حکیم الامتہ کو اس کالج کے التوا پر سب سے زیادہ رنج اور افسوس ہے یہان تک کہ خطرناک بیماری کے ہجر مین بھی یہہ درد انہین زیادہ مضطر اور تکلیف دہ تھا - افاقہ ہو جانے پر پہلے روز جب باہر تشریف لائے تو مجھے مخاطب کرکے فرمایا احمدی ہر چیز کے لئے خواہش کرتے ہین کہ انکی اپنی چیز الگ ہو - ترجمہ قرآن کے لئے چاہتے ہین احمدی کا کیا ہوا ترجمہ ہو نماز کی حقیقت اور کتاب کے لئے آرزو کرتے ہین کہ کوئی احمدی لکھے غرض ہر بات الگ چاہتے ہین -

آپ میری طرف سے قوم کے سامنے یہہ سوال پیش کرین کہ کیا وہ یہہ نہین چاہتی کہ اسکا اپنا کالج بھی الگ ہو؟ اور اگر وہ یہ بھی چاہتی ہے تو ہر ایک احمدی ایک آنہ ماہوار دو سال تک کالج کے واسطے دے - اس مین کوئی الگ نہ رہے بچہ ہو بوڑھا ہو - عورت ہو مرد ہو - ایک گھر مین جسقدر احمدی ہون وہ سب کے سب دو سال کے لئے عزم کرلین کہ ایک آنہ ماہوار اپنے دوسرے چندون کے علاوہ محض کالج کے لئے دین - دو سال کے بعد ہین ان سے کوئی چندہ کالج کے واسطے انشاء اللہ نہین لونگا اور کالج قایم ہو جاویگا لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی احمدی اس چندہ مین شریک ہونے سے نہ رہے - چنانچہ اسی وقت خود اپنے گھر کے پانچ آدمیون کا چندہ ایک روپیہ مجھے تین ماہ کے واسطے نکال کر دیدیا ہے - فی الحال یہہ رقم میرے ہی پاس انہون نے رہنے دی ہے لیکن باقاعدہ یہ رقم حضرت حکیم الامتہ کے پاس جمع ہوگی اور اس لئے باقاعدہ رسید الحکم مین چھپ جایا کرے گی - اگر کل احمدی توجہ کرین تو ایک کالج کیا یونیورسٹی قایم ہوسکتی ہے - مین یقین رکھتا ہون کہ حضرت حکیم الامتہ کی یہ تحریک بے فائدہ نہ ہوگی - اور اپنا اثر کرکے رہیگی -

ذیل مین مین ان احباب کی رسید دیتا ہون جنکا چندہ وصول ہوا ہے یہہ تحریک آج ہی الحکم کے ذریعہ عام کی جاتی ہے اور امید ہے کہ آنہ فنڈ کالج کو قایم کرنے مین بڑی مدد دیگا - یہہ خوب یاد رہے کہ دوسری قومی ضرورتون اور قومی چندون پر اسکا کچھہ اثر نہین ہونا چاہئے بلکہ یہہ ایک الگ ضرورت ہے -

حضرت حکیم الامتہ ۵ کس ارفی کس کے حساب سے عصہ تین ماہ کیلئے
چودہری فتح محمد صاحب طالب علم کالج کلاس ار ۸ ماہ کیلئے
ایڈیٹر الحکم قادیان ۷ کس ارفی کس کے حساب سے عہ ۲ ماہ کیلئے

اور چند احباب نے چندہ لکھوایا ہے لیکن جبتک وصول نہ ہو درج نہین کیا جاویگا - بالآخر مین الحکم کے

ناظرین کی خدمت مین ایک التماس کرنی چاہتا ہون کہ اگر ہر ایک خریدار اس ایک آنہ فنڈ مین شامل ہو جاوے اور اسکے اہل وعیال جو احمدی ہین وہ بہی شریک ہو جاوین تو مین یقین کرتا ہون کہ کم از کم دس ہزار روپیہ سالانہ الحکم کے خریدار کالج کو دے سکتے ہین +

بکوشید اے جوانان تا بہ دین ہمت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

جو لوگ اس کار خیر مین شریک ہون وہ مہربانی کرکے ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دین -

ہماری شادیان کیسے ہون

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ احمدی قوم اپنی ضروریات کا احساس کرنے لگی ہے مندرجہ بالا عنوان سے جو مختصر سے نوٹ الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتوں مین نکلے ہین تو یہہ تحریک عام ہو گئی ہے کہ ہماری شادیون کا حلقہ احمدیون مین محدود ہو جاوے + جن احباب کے لئے نکاح کی ضرورت کے ماتحت اشتہار نکل رہے تہے انمین سے بجز شیخ غلام احمد صاحب کے باقی سب کے لئے انتظام ہو گیا ہے یا خط وکتابت ہو رہی ہے جس سے توقع ہے کہ جلد تر انشاء اللہ ہو جائیگا - شیخ غلام احمد صاحب کے لئے - یعنے چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹھہ گڑہ کو (جو اپنے ضلع اور قوم مین ایک ممتاز اور اہل الرائے مانا گیا ہے) تحریک کی تہی بلکہ انکا ذمہ قرار دیا تہا کہ آپ اسکا انتظام کرین - بہرحال اس ضرورت کو قوم نے سمجہہ لیا ہے اب امید ہو چلی ہے کہ عملی رنگ بہت جلد اسپر چڑہ جائیگا - اس سلسلہ مین مین **خواجہ کرمداد** صاحب کی اخلاقی جرأت کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتا + جنہون نے محض خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑکی کا رشتہ میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروش سے کیا ہے خواجہ صاحب کے جاننے والے جانتے ہین کہ وہ ایک معزز راجپوت خاندان کے ممبر ہین اور ان کی قوم مین غیر قوم مین لڑکی دینا سخت معیوب اور گناہ سمجہا گیا تہا مگر خواجہ صاحب نے عملی نمونہ قایم کرنے کے لئے اس امر کی کچہہ پروا نہین کی - اور نہایت خوشی اور انشراح صدر کے ساتہہ میان رحمت اللہ صاحب کے ساتہہ تعلق پیدا کرنا منظور کیا - خواجہ صاحب نے مجہے لکہا ہے کہ احمدیت سے بڑہکر اور کون قوم معزز ہو سکتی ہے یہ وہ قوم ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح نے طیار کی ہے جو صحابہ سے ملنے والی ہے اور اس خلیفۃ اللہ کی قوم ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا حقیقت مین یہ قابل قدر نکتہ ہے اللہ تعالےٰ خواجہ صاحب کے اس اخلاص کی انہین جزا دے اور قوم مین یکرنگی زور سے جاری ہو + بعض لوگ مجہہ سے پوچہتے ہین کہ الحکم مین اس قسم کے مضامین کی کیا ضرورت ہے مین انکی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ وہ اخبار کے مقاصد اور فرائض سے ناواقف ہین - الحکم جو امر اور جو کام قوم کے لئے مفید اور بہتر سمجہتا ہے اسکا فرض ہے کہ قوم کے سامنے پیش کرے اور جو امر قومی مقاصد کی راہ مین روک ہو اس سے تنبہ کرے -

ہماری معاشرتی اور تمدنی ترقیون کے لئے جو امور نافع ہونگے مین انہین پیش کرنا ضروری سمجہتا ہون اگر یہ امور ضروری ہوتے تو خدا تعالےٰ کی مجید کتاب مین نکاح اور اسکے متعلقہ امور پر کیون بحث کی جاتی !

سٹیل ٹرنک

زمانہ کی ضروریات مین سے سٹیل ٹرنک بہی ایک بڑی ضرورت کی چیز سمجہے گئے ہین جو اپنی مضبوطی - خوشنمائی اور ہلکے پہلکے ہونے کی وجہ سے سفر اور حضر مین ایک کار آمد چیز ہین + اور ٹرنکون کی تجارت مین سیالکوٹ شہر نے بہت بڑی ترقی کی ہے + چونکہ دجالی زمانہ ہے اسلئے ہر قسم کی تجارت مین یہہ اثر بہی کم وبیش پایا جاتا ہے الا ماشاء اللہ -

میرے مکرم مخدوم سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرنے کے واسطے مستری محمد دین احمدی سیالکوٹی کے کارخانہ سے ایک ٹرنک خاص آرڈر سے بنوایا جس مین لکہنے پڑہنے کے سامان کے لئے متفرق خانے بنے ہوئے تہے اس ٹرنک کو اعلےٰ حضرت نے بہت ہی پسند فرمایا کیونکہ وہ بلحاظ اپنی مضبوطی - خوبصورتی اور کار آمد شے کے ہر طرح عمدہ تہا -

اسپر مینے اور حکیم فضل الدین صاحب نے بہی ویسے ہی دو ٹرنکون کے لئے کارخانہ مذکور کو آرڈر دیا اور دو ٹرنک قیمتاً منگوائے - جو ہر طرح سے قابل تعریف ہین ساتہہ ہی مستری محمد دین صاحب نے الحکم مین نوٹس کرنے کے لئے ایک معمولی ٹرنک بہی بہیجدیا -

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مستری **محمد دین احمدی** کے کارخانہ کا ایک اشتہار بہی بطور ضمیمہ تقسیم ہوا ہے - مین اپنے ذاتی تجربہ اور علم کی بنا پر کہتا ہون کہ یہہ کارخانہ نہایت دیانت داری اور قابلیت کے ساتہہ ٹرنک طیار کرتا ہے - احمدیون کے لئے سب سے بڑی ضمانت اس کارخانہ کی عمدگی اور خوش معاملگی کی یہ ہے کہ وہ ایک **احمدی کا کارخانہ ہے** - یہہ ٹرنک نہایت خوبصورت وضعدار اور مضبوط ہین انکے قفل کوٹلی لوہارون کے ایک مشہور کارخانے کے بنے ہوئے ہین - اپنی قومی تجارت کو ترقی دینا ہر احمدی کا فرض ہے اسلئے مین سفارش کرتا ہون کہ اگر کسی احمدی کو کسی قسم کے ٹرنک کی ضرورت ہو تو وہ مستری محمد دین اینڈ کو اونیرس(؟) سٹیل ورکس سیالکوٹ شہر کے کارخانہ سے طلب کرے اگر کسی قسم کا نقص یا خلاف اشتہار کوئی امر اس ٹرنک مین پایا جاوے تو الحکم ذمہ کرتا ہے کہ اس کی قیمت واپس کرادے مین جانتا ہون کہ ٹرنک اس زمانہ کی معمولی ضروریات مین سے ایک ضرورت سمجہی گئی ہے - پس اگر کوئی شخص ٹرنک خریدے تو اسکو قرین ہے کہ وہ مستری محمد دین کے کارخانہ سے خریدے - میرا التماس ہر طرح فائدہ بخش ہو گا مستری محمد دین صاحب کے کارخانہ مین ہر قسم کے ٹرنک طیار ہوتے ہین - درخواست پر وہ مفصل فہرست بہیج سکتے ہین + احمدیون مین جو لوگ ٹرنکون کی سوداگری کرتے ہین لیکن اپنے کارخانہ مین نہین بنواتے انہین بہی لازم ہے کہ وہ اسی کارخانہ سے منگوائین + سیالکوٹ مین بہت سے ٹکٹون کے ذریعہ پبلک کو گمراہ کیا جاتا ہے خدا کے فضل سے یہی کارخانہ ہے جسنے اس قسم کی خلاف شرع بیہودگی کو اختیار نہین کیا -

شیرازہ قوم کا اخباری پہلو

مین الحکم وریویو کے علاوہ دو اور اخبار منگواتا ہون جنپر چہہ روپیہ سالانہ مجہے خرچ کرنا پڑتا ہے - کیا یہ امر شیرازہ قوم کے احاطہ سے باہر نہین ہے ؟ ضرور ہے - اب سوال یہ ہے کہ مین انہین کیون منگواتا ہون ؟ جسکا جواب میری طرف سے تو یہ ہوگا کہ ہمارے الحکم مین ملکی خبرین نہین ہوتین - جنکا معلوم ہونا بہی ضروریات سے ہے - اب قوم سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا آپکا کوئی اخبار ملکی خبرین دینے والا ہے اگر ہے تو کونسا اور اگر نہین تو کیون !

کیا اگر قوم توجہ کرے تو الحکم سے یہہ خدمت نہین لے سکتی - میرے خیال مین لے سکتی ہے - الحکم کے پاس تبادلہ مین بہت سے ملکی اخبار آتے ہونگے جن مین بعض انگریزی بہی ہونگے - غرض ملکی خبرون کے لئے جس مصالحہ کا جمع ہونا ضروریات سے ہے بفضلہ الحکم کے پاس تو وہ افراط سے جمع ہے مگر قوم اسے استعمال مین لانا یا دوسری لفظون مین خرید کرنا نہین چاہتے - مجہے امید ہے کہ میری طرح میرے بہت سے احمدی بہائی ملکی خبرون کی خاطر اور اخبار بہی منگواتے ہونگے اور ضرور منگواتے ہونگے - ان سب کی خدمتین مودبانہ التماس ہے کہ آؤ ہم سب متفق ہو کر ایڈیٹر صاحب الحکم سے التجا کرین کہ آپ براہ مہربانی اپنے اخبار مین ملکی خبرون کے اندراج کی کمی نہ کہین - یہین الحکم کی موجودگی مین دوسرون کا دست نگر نہ ہونے دین - الحکم کو اخباری دنیا مین یہہ صفت موصوف بنانے کی کوشش کرین - ہم اضافہ قیمت بڑی خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہین بشرطیکہ آپ ہمین دینی اور دنیوی خبرون سے مطمئن کر دینے کا حتمی وعدہ کرین - اور الحکم مین جو ایک سب سے بڑا عیب وقت پر شایع نہ ہونیکا ہے اسے بہی گوا دین - دیکہئے ملکی اخبار الحکم کی تاریخ اشاعت کے بعد ہی اپنے چاہنے والون کی خدمت مین حاضر ہو جاتے ہین سو ان دوسرے روز تو ضرور حاضر خدمت ہو کر دست بوس ہوتے ہین اور پیارے پیارے الفاظ مین دور و نزدیک کی خبرین سناتے ہین مگر ایک ہمارا الحکم ہے کہ ہفتون کی غیر حاضری کی بہی پرواہ نہین کرتا اپنے چاہنے والون کو بے کل بنائے رکہتا ہے - میرے خیال مین ہمارے ایڈیٹر صاحب کبہی خریداران اخبار کے زمرہ مین شامل نہین ہوئے ہونگے - اگر ہو چکے ہوتے تو انتظاری کا مزہ انہین معلوم ہو چکا ہوتا - خیر ہمارا بہی اب اس شعر پر عمل ہے ؎

دیکہین تو کب تک نہین کرتے تری دل مین اثر
ہم بہی نالے اپنے جذب دل سے کہینچے جائینگے

بالآخر میرے احمدی بہائی اپنے ارادون سے بذریعہ الحکم اطلاع دین اور ایڈیٹر صاحب بہی اپنی رائے شائع کرین -

آخر مین دعا ہے کہ خدا ہمارے الحکم کو ایسا سرسبز اور ہمہ صفت موصوف کرے کہ جس کے ہوتے ہوئے ہمین دوسرے اخبارون کی ضرورت ہی نہ رہے اور وہ مکروہ تحریرین دیکہنے کا موقع ہی نہ ملے جو مخالف اخبارون مین ملکی خبرون کے ساتہہ ساتہہ دیکہنی پڑتی ہین - آمین ثم آمین -

خاکسار ابو عبد اللہ غلام محمد پہلوری
از شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور

ایڈیٹر - مین ہر طرح الحکم کو مفید قوم بنانے کیلئے ممکن اور مناسب محنت کرنے کو خدا کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے طیار ہون - اور خبرون کیلئے الحکم مین فی الحال ایک صفحہ اگلی اشاعت سے مختص کر دیتا ہون حجم کے اضافہ پر الحکم کی قیمت مین مین کوئی اضافہ نہین کرونگا - بشرطیکہ ہر خریدار ایک ایک خریدار جدید پیشگی قیمت دینے والا بہم پہونچائے - جب تک کل خریدار اس امر کے لئے سعی نکرین اضافہ حجم ناممکن ہے - سالگذشتہ مین ..... اضافہ حجم کی وجہ سے کارخانہ پر بہت سا بوجہہ پڑ چکا ہے برداشت کرنیکو اب مین سوقت طیار نہین ہون جب تک ہر خریدار ایک جدید خریدار نہ دے - ہان خبرون کا اندراج وہ مین انشاء اللہ العزیز دیدیا کرونگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم -

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمیں اصول صحت کی خلاف ورزی کی وجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہوں انسے بقدر طاقت ہمدردی کروں۔ میں نے نہ نیپال کا سفر کیا ہے۔ نہ مجھے کسی سادھو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب میں انکے ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں۔ اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضوں کی خط و کتابت اور انکے لئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے۔ پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج۔ اور آپکی طبی تحقیقات اور دیانت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقف کار موجود نہ ہوں انکے لئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے میرا یہ تجربہ اور اس دعوی کی تصدیق خود ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے + اور اب جو یہ میں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس میں بھی میرا اصول یہی ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہیں کا علاج تو ان ہزار ہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولویصاحب کے مطب میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض میں مولویصاحب ممدوح کے مشورہ سے نسخہ جات تجویز ہوا کریں گے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے میں نے قادیاں میں کھولدیا ہے۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے اور ایک عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزارہا مریضوں پر آزمایا ہوا۔ آنکھوں کی بہت سی بیماریوں خصوصاً جالا۔ دھند۔ سبل دھیلے آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑجانا) ڈھلکا (آنکھوں میں پانی زیادہ آنا) جرب جسمیں پلکوں کے سرخی نمودار ہو وغیرہ کے لئے مفید قیمت فی تولہ عہ

سفوف حمریان۔ (مرد کو ہو یا عورت کو) چندروز کے استعمال سے ... کے لئے درجنوب **باد گولہ**۔ یہ گولیاں امراض ... (بادگولا) میں ازبس مفید ہیں عورتیں عموماً اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں اور بسبب جن بھوت کے آسیب کا وہم رکھنے کے بہت سا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مرجاتی ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا ...

کھانسی کی گولیاں - فی ڈبیا ۔ درجنوب بواسیر فی ڈبیا ۔ حب ضیق النفس قیمت فی ڈبیا ۔ ... درد شکم اور قبض سوء ہضم نفخ قراقر اور ضعف معدہ اور دیگر ... گوشی قیمت فی شیشی ۔ درمرض اٹھرا کی مجرب دوائی ... فائدہ پہنچتا ہے جنکے بچے بچپن میں اس مرض سے تلف ہوجاتے ہیں قیمت فی شیشی عہ منجن قیمت ...

لاکھ شہادوں کی ایک شہادت

*

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف ہے اور خوب واقف ہے۔ بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا میں امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لے گا تو اس کو خود بھی اور اسکے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچیگا۔ الٰہی میرا گمان سچ ہو۔ آمین

نورالدین

آتشک کی گولیاں قیمت فی ڈبیا عہ۔ مرہم آتشک - فی ڈبیا ... سلیقہ ثابت ہو گا قیمت فی تولہ عہ۔ سفوف سوزاک قیمت سات خوراک ... عرق عنبر قیمت فی شیشی عہ۔ حب الحال قیمت فی ڈبیا ... قیمت فی ڈبیا ۔ روغن ... قیمت فی شیشی عہ۔ بال اڑانیکا ... دوائی ناسور قیمت فی ڈبیا کھانے کیلئے ... جوب ... امراض معدہ کے لئے ازحد مفید ہیں قیمت فی ڈبیا ... دفع امراض حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سینکڑوں عورتوں کو ... فی ڈبیا ... خارش کی عجیب دوائی قیمت فی ڈبیا ...

المشتہر مفتی فضل الرحمن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہر مرض کے لئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بھیجی جاوے گی۔ جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط و کتابت نہیں ہوسکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہیں کیا جاوے گا۔

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

*

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمقصد ذیل وجوہات - (۱) اسکا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے۔ اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں انکے پسماندگاں کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مد نظر رکھیگا تو وہ قائل ہو جاوے گا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہیے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانے کا انتظام کریں ہماری کمپنی کے پراسپکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوی کی صحت کا قائل کرادیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ بھیجیے پراسپکٹس مذکور آپکی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج جاوے گا گیان چند منیجر و ایجنٹ ... قادیان

درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمٹیڈ لاہور آنی چاہیے

مرا بود بارید بر پر زاغ | نشاید چو بلبل تماشائے باغ

*

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاصکر جنکے اولاد نہ ہو انکا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے آپ بھی گھبرا ہوئی کی حد تک پہونچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں۔ **شاہی خضاب** مثل تیل ہو بالوں کو لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ میں سیاہ بھونرا کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے۔ قیمت عہ۔ **روح افزا** انامرد سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان ودیگر کیواسطے اکسیر ہے بڈھے کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ **روح النساء** حیض بقاعدہ کم یا زیادہ یا دیر یا جلدی تکلیف سے یا بالکل بند ہو سفید پانی آوے لاولدی ہو یا دیگر سوزش ہو غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے قیمت تین روپے فی شیشی **فرزانہ گلگونہ** چہرہ کی جھریاں چھائیاں۔ سیاہ داغ۔ دکیل وغیرہ دور کر کے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔ **گولیاں و روغن**۔ ان کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہوجاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں۔ قیمت دو روپیہ **بال اڑانیکا تیل** بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں ناف سے زیر جگہ کے بال اڑ جاتے ہیں قیمت عہ فی شیشی سرمہ ممیرا۔ دھند غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا وابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ بواسیر خونی بادی جدید یا کتنے ہی پرانے ہوں تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے دمہ۔ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں شرطیہ شفا ہو قیمت تین روپے دوائی آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر کلیسر سنگھ ایم اے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

دار الامان کا ہفتہ

۱- ہمنے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خوب تندرست ہیں اور یہی باعث ہے ہمیں تمام پڑہ رہیں سیرا ہیں حتّی کہ ہم کا ایک نمبر لکہا ہے جبکا ایک ہفتہ آج کے الحکم میں شایع کیا جاتا ہے - اس سے گروہ ایک مضمون کے متعلق ہے جو روزانہ پیسہ اخبار میں کسی نے شاہجہانپور سے چھپوایا تہا - معلوم نہیں شاہ جہانپور سے منشی محمد غلام کو کیا انس ہے جو وہاں کی مخالفانہ تحریرون کو جہٹ چہاپ دیتے ہیں قطع نظر اسکے کہ وہ کس پایہ کی ہیں -

۲- حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت بحمد للہ اب بالکل صاف ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدہ اور بشارت کے موافق رد علیہا روحہا وحلہا آپ نے شفا پائی - آنکہ کے اندرونی نشانات نظر نہیں آتے لیکن ہم بیان پر روز آیات اللہ کو دیکھتے ہیں الحمد للہ علیٰ ذالک -

۳- بزرگان ملت بہی خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچہی طرح ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت مائل بہ ضعف کی شکایت ہے با این درس قرآن مجید اور طالبعلمون کے روزانہ سبق بدستور ہو رہے ہیں - اپنی عمر اور باوجود ضعیف اور کمزور ہونے کے آرام نکرنے کی زندگی نے مجہے بتایا ہے - کہ آپ وقت کی کسقدر قدر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے محسن اور صاحب فیض انسان کو دیر تک زندہ رکھے آمین -

۴- حضرت فاضل امروہی صاحب امروہہ میں ہی تشریف فرما ہیں - اور تبلیغ کر رہے ہیں -

۵- مستری محمد عمر صاحب کشمیر سے دو ہفتے سے آئے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس کے حضور حاضر ہیں - کریام راہون - ضلع جالندہر سے اور خیرالدین ضلع ہوشیارپور کی جماعتوں میں سے ایک معقول تعداد حاضر ہوئی - ایسا ہی گجرات کے ضلع سے اور بعض دوسرے مقامات سے لوگ حاضر ہوئے - اور یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ٹہیرے -

۶- ۱۹- جون ۱۹۰۵ء کو منشی عبدالرحیم صاحب نے جو کچھ دنوں آریہ سماج میں شامل رہے ہیں آریہ سماج کی خدمت میں ایک گذارش منظوم کی جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیانند مت درپن

(۱) سنو سنو اے آریو سینہ میں چیت لائے
تمرو کتہا سات ہے کو دو پورت ہاتہی آئے
اے آریہ صاحبان سنیئے اور دل لگا کر سنئے
اپنی سرگذشت ایک پورا گیا دینے والا ستا ہے

(۲) دیانند کے شش پیچھے دہرم کین بہ ناش - پنڈت سمجہت آپکا جوت پڑہت پرکاش -
دیانند کے شاگرد ہو کر ایمان کا ستیاناس کردیا ہے جوکوئی ستیارتہ پرکاش پڑہتا ہے اپنی ہر شخص کو ناقص سمجہتا ہے

(۳) بید پڑہنا کچہ نہیں بولت مکو آپ - ایشور کرت بتاتہ دہرگ مورکہ باپ
بزرگان خود کچہ نہیں بولتے خواہ مخواہ کم عقلی سے اس کو خدا کا کلام بناکر گنہگار ہوتے ہیں -

(۴) جیو انادی ہیں تم کہو پرکرتی آن آدی - کاہے کا کارتہ ہو ایشور کے بن باد -
روح کو تم ازلی سمجہتے ہو - اور مادہ کو ازلی خیال کرتے ہو پھر کسلئے شناختی معبود کا مذکورہ نہیں کاتے ہو -

(۵) موکش تمرو چار دن پہیتو آوت کال - سو کہن کرتا بلاتو کہان گرو گہنٹال -
تمہاری نجات محض چار دن ہے اور پھر حیوان بنیگے ذرا دلمیں غور کرکے بتلائے کہ ایسا گرو صاحب کہان ہیں -

(۶) او ستنگری ہیں ہو پرنت نہ بولت ایش - باپ منہہ جو نیادیت کرہت ہو تم جگدیش -
اگر کوئی تمام عمر عبادت کرتا ہے تو بھی تمہارا ایشور نہیں بولتا - اور اگر پاپ ہو تو جہٹ تناسخ کے چکر میں ڈالتا ہے - یہ ہے تمہارا ایشور جگدیش +

(۷) بیٹا لینے کی خاطر اپنی سکو جہوی کو بہیج دیتے ہیں - اور دوسرے سے نیوگ کراکر دیر تک داد لیتے ہیں

(۸) دانہ کا کہت ہو بہنگ پیت جو جن - ہیہوں ایشر ہم ہان ... اس شخص کو (دیانند) کہا کیا کہتے ہو - جو بہنگ پیتے اور کہے کہ میں ہی خدا ہوں -

(۹) چیتن شندہ مہاراج کی ... بہائیو شندہ چیتن (دیانند کا پہلا نام) مہاراج کی کرتوت ہے - اگر کوئی ان کا لائق چیلا ہے - تو ہمارے اس اعتراض کا جواب با دلائل دے -

(۱۰) رہتر آرج بہائیو تم بریا ... بیت پرنتو احمد کرشن سون اہون لگیس بیت (ہانگل ہی نکما ہے ہوئے مسافر کا) ہم کرکے بہائیو تمہارا یہاں دوست ہے - گرب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) احمد کرشن اوتار کے خدام میں داخل ہے -

الحمد للہ

۷- ہفتہ زیر اشاعت میں منشی کرم علی صاحب کاتب ضیاء الاسلام پریس کے ہاں دوسرا بچہ پیدا ہوا - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ کا نام فیض اللہ رکھا - اللہ تعالیٰ اس مولود کی عمر دراز کرے اور وہ خادم دین ہو - آمین - ایسا ہی میر مہدی حسن صاحب خادم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہان بہی بچہ پیدا ہوا - اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کی عمر بہی خدمت دین میں دراز کرے - آمین

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمنے نہایت افسوس کے ساتھ سنا کہ میرے محترم دوست منشی چوہدری عبدالعزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور کی اہلیہ حالت زچگی میں فوت ہوگئی - تہوڑے دن ہوتے تہے کہ اللہ تعالیٰ نے منشی صاحب موصوف کو بچہ عطا کیا تہا - اسی حالت زچگی میں بچہ کی والدہ بیمار ہوکر راہی ملک بقا ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون - اللہ تعالیٰ منشی صاحب موصوف کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے + اور اس بچہ کی عمر خدمت دین میں دراز کرے - احباب جنازہ غائب پڑہ دیں -

تازہ الہامات وکشوف

۱۶- جون ۱۹۰۵ء - قبل از نماز صبح میں اپنے مکان ... باہر ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے - وہ بہت بری حالت میں ہے اور اسکے سر کے بال مقراض سے کٹے ہوئے ہیں کوئی زیور نہیں اور نہایت ردی اور مکروہ حالت میں ہے اور سر پر ایک میلا سا کپڑا پگڑی کی طرح لپیٹا ہوا ہے اسکے ساتھ بات کرنے سے مجہے کراہت آتی ہے نماز عصر کا وقت ہے میں جلدی سے اٹہا ہوں کہ نماز کے لئے چلا جاؤں کچہ کپڑے پہننے ساتھ لئے ہیں کہ نیچے جاکر پہن لونگا یہ جلدی اسلئے کی کہ اس عورت کو میرے ساتھ بات کرنے کا موقع نملے پس ہمنے جلدی کے سبب پگڑی کو باندہ نہیں لیا اور پشمینہ کی سرخ چادر اوپر لے لی اور گہر سے نکلا جب میں باہر آیا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین - ساتہ ہی یہ الہام ہوا کہ اسپر آفت پڑی آفت پڑی - اور دیکہا کہ وہ عورت ایک نہایت ذلیل شکل میں کوڑہی کی طرح بیٹھی ہے نقط

نوٹ - یہ وہی عورت معلوم ہوتی ہے جسکے متعلق ہی اخبار میں دیہہ ہو انہا کہیں کوسنا ونگا میں عزیز کو سناونگا (ایڈیٹر) ... ہم کہتے ہیں کہ خدا انجش اور فتنوں میں پڑنے سے بچکو بچایا - آمین

۱۹- جون ۱۹۰۵ء ہماری جماعت کے چار آدمیوں میں جو سخت بیمار ہیں انمیں سے ایک کے متعلق یہ الہام ہوا - خدائے اسکو اچہا کرنا ہی نہیں تہا - بے نیازی کے کام ہیں - اعجاز المسیح یعنی ...

تقدیر مبرم کیطرح تھی گویا مبرم ہی تھی مگر یہ معجزہ مسیح موعود ہے کہ اسکو خدا نے اچھا کر دیا مبرم تقدیر قابل تبدیل نہیں ہوتی - مگر بعض تقدیریں مبرم سے سخت مشابہت رکھتی ہیں اور بنظر کشفی مبرم معلوم ہوتی ہیں ایسی تقدیر ایک صاحب کت اور صاحب حال کی کامل توجہ اور اقبال علی اللہ سے دور ہوسکتی ہیں +

پیسہ خبار اور ایک تازہ نشان کا دہکا

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

لاہور سے جو خبرین بذریعہ خطوط موصول ہوئی ہیں اور پنجاب سماچار لاہور نے غدر ۱۸۵۷ء کی سرخی سے جو مضمون لکہا ہے اسے پڑہ کر ہیبت الٰہی کا عبرتناک نظارہ آنکہوں کے سامنے آجاتا ہے + پیسہ اخبار نے جس انداز سے حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا ٹہیکہ لیا - اور اپنے اخبار میں بلا وجہ جس طرز اور طریق سے خدا کے جری کی اہانت اور ہتک کے سلسلہ کو جاری رکہا وہ پیسہ اخبار کے پڑہنے والوں سے مخفی نہیں - یہانتک کہ اس امر پر ناز کیا جاتا تہا کہ پیسہ اخبار ہی سب سے بڑہ کر مخالفت کرنے والا ہے + وہ لوگ (جو ماموروں اور انکے مخالفوں کے انجام کو شوق سے دیکہنے والے ہوتے ہیں -) اس آخری نظارہ کو دیکہنے کا انتظار کرتے تہے جبکا پردہ لاہور کے اخبار پنجاب سماچار نے آخر اٹہا دیا -

ہمنے جب ان حالات کو پڑہا اور سنا تو میری نظر کے سامنے وہ کلمات پہر گئے جو ۱۰- اپریل ۱۹۰۲ء کے الحکم میں پہلے اور دوسرے صفحہ پر نہایت جلی قلم سے لکہے گئے تہے اور وہ یہہ ہیں:-

" بدقسمت ناعاقبت اندیش پیسہ اخبار اگر ہمارے ساتہ اپنے مقدمہ فوجداری کو زمین تک محدود رکہتا تو ممکن تہا کہ اسکا منحوس وجود بے التفاتی اور اعراض کے تاریک گڑہے میں بے فائدہ کوڑے کرکٹ کی طرح پہینک دیا جاتا مگر شقاوت اور انانیت نے اسے صبر کرنے نہیں دیا جب تک اس نے خدا کے اپنے ہاتہ سے قایم کردہ سلسلہ کے ساتہ اپنے مقدمہ کو آسمان پر نہیں پہونچا لیا - اب وہ دیکہے گا اور دیکہنے والے دیکہیں گے کہ آسمان سے کہلا کہلا اور حق وباطل میں فرق کردینے والا فیصلہ کس کے حق میں نازل ہوتا ہے "

اب وہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ نازل ہوگیا ہے جسکی تفصیل میں محض اسلئے کہ یہہ ایک آیت اللہ ہے الحکم کی اگلی اشاعتوں میں انشاء اللہ العزیز کرونگا - ورنہ میں ایسے شرمناک واقعات کے اظہار سے بہی الحکم کو الگ رکہنا چاہتا تہا -

اور ان واقعات کے اظہار سے میری غرض صرف یہہ ہوگی کہ تا نوع انسان کو فایدہ پہونچاؤں اور ان لوگوں کو جو اپنی تیز زبانیوں سے خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور ماموروں کی ہتک بیہودہ زندگی کا مقصد ٹہیرا لیتے ہیں عبرت ہو - پیسہ اخبار انی مہین من اراد اہانتک کی صداقت کو گو تسلیم کرے یا نکرے لیکن پیسہ اخبار کے ایوان سے یہہ صدا نکل رہی ہے - من نکردم شما حذر بکنید - (تفصیلی حالات پہر)

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

نے معمولی طور پر مذہبی اختلاف تہا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تہا بات کو سنکر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اسکی شکایت کی جائے گی - اور پہر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لایق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اسوقت جو مسیح ابن مریم عدالت میں پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تہا کہ مین اس شخص مین کوئی گناہ نہیں دیکہتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجہے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہیے کہ مجہپر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول دونون پیلاطوسون کے بالکل باہم مشابہ ہین اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قایم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیون کے حوالے کر دیا گویا وہ اس سپردگی سے غمگین تہا اور اسکی عورت بہی غمگین تہی - کیونکہ وہ دونون مسیح کے سخت معتقد تہے لیکن یہودیون کا سخت شور وغوغا دیکہکر بزدلی اوسپر غالب آگئی ہان البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچا لیا جاوے اور اس سعی مین وہ کامیاب بہی ہو گیا مگر بعد اس کے مسیح صلیب پر چڑہایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تہی - بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تہی - دیکہو عبرانیان باب ۵ آیت ۷ - بعد اسکے مسیح اوس زمین سے پوشیدہ طور پر بہاگ کر کشمیر کیطرف آگیا اور وہین فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خان یار مین اوس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تہا لیکن تاہم اوس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تہی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکہتا مسیح کو چہوڑ دیتا تو اسپر کچہہ مشکل نہ تہا اور وہ چہوڑنے پر قادر تہا مگر وہ قیصر کی دہائی سنکر ڈر گیا - لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریون کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اسجگہ بہی قیصرہ کی بادشاہت تہی لیکن یہ قیصرہ اوس قیصر سے بدرجہا بہتر تہی - اسلئے کسی کے لئے ممکن نہ تہا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چہڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈرا دے بہر حال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹہایا گیا تہا اور میرے مخالف اور سارے قومون کے سرگروہ جمع ہو گئے تہے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکہایا کہ جو اس نے مجہے مخاطب کر کے کہا تہا کہ مین تمپر خون کا الزام نہیں لگاتا سو اس نے مجہے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کے بچانے کے لئے حیلون سے کام لیا مگر اس پیلاطوس نے جو کچہہ عدالت کا تقاضا تہا اوس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس مین بزدلی کا رنگ نہ تہا جسدن مین بری ہوا اوسدن اس عدالت مین ملکی قوم کا ایک چور بہی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع مین آیا کہ پہلے مسیح کے ساتہ بہی ایک چور تہا لیکن اس آخری مسیح کے ساتہ کے چور کو جو پکڑا گیا اوس پہلے چور کیطرح جو پہلے مسیح کے ساتہ پکڑا گیا صلیب پر نہیں چڑہایا اور نہ اوسکی ہڈیان توڑی گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی -

اب پہر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکہتے ہین کہ سورۃ فاتحہ مین اس قدر حقایق ودقایق ومعارف جمع ہین کہ اگر اُن سب کو لکہا جائے تو وہ باتین ایک دفتر مین بہی ختم نہیں ہو سکتین اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکہو کہ جو اس سورہ مین سکہائی گئی ہے یعنے اھدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکہتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی ہی ایک کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہیں پا سکتے اور نہ اوس کے فوائد سے منتفع ہو سکتے ہین جب تک کہ ہمین اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہین خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ داریون کے متعلق ہون اور خواہ سپہ گری اور جنگ وجدال سے تعلق رکہتے ہون اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہون اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور مین کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جبتک کہ اون کے بارہ مین ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اسکام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت مین یہی اپنا فرض سمجہتا ہے کہ اس مشکل سربستہ کے بارہ مین ایک لمبے وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تا کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجہے ہوئے کام کو چلانا اس بات کو چاہتا ہے کہ اوس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدہی راہ کسی امر کے متعلق ہاتہہ مین آجائے تو یقیناً وہ امر بہی خدا کی فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکہی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹہیک علاج نہیں ہو سکتا جب تک اوس مرض کی حقیقت سمجہنی اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نہ نکل آوے کہ دل فتوے دیدے کہ اس راہ مین کامیاب ہو گی - بلکہ کوئی انتظام دنیا مین ہو ہی نہیں سکتا جتبک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتہہ مین لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جسپر قدم رکہا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسلئے دوسری سورت مین جو سورۃ البقر ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع ہی مین فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یعنی انعام پا نیکی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین + پس یہہ دعا یعنی دعا اھدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اسبات کیطرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی ودنیوی کے وقت مین اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف راہ ڈہونڈے کہ جس سے باآسانی مطلب تک پہونچ سکے - اور دل یقین سے بہر جائے شکوک سے نجات ہو - لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خداجوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا اوسکا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی تو پہر اوسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بناتا ہے اون کے گلے پڑ گیا ہم نہیں سمجہ سکتے کہ مسیح ابن مریم مین دوسرون کی نسبت کیا زیادتی تہی جس سے اوسکی خدائی کا خیال آیا - معجزات مین پہلے اکثر نبی اس سے بڑہکر تہے جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور الیاس نبی اور مجہے قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتہہ مین میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ مین ہوتا تو وہ کام جو مین کر سکتا ہون وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجہہ سے ظاہر ہو رہے ہین وہ ہرگز دکہلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجہہ پر پاتا جبکہ مین ایسا ہون تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اس پاک رسول کا جسکی غلامی کیطرف مین منسوب کیا گیا - ذٰلك فضل الله یوتیه من یشاء اسجگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہیں جاتا خدا جو چاہے کرے جو اوس کے ارادہ کے مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد مین نامراد ہی نہیں بلکہ مرکر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا - ہلاک ہو گئے وہ جنہون نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجہے پہچانا مین خدا کی سب راہون مین سے آخری راہ ہون اور مین اوس کے سب نورون مین سے آخری نور ہون بدقسمت ہے وہ جو مجہے چہوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے -

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانون کو دیا گیا ہے **سنّت** ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیان جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکہلائین مثلاً قرآن شریف مین بظاہر نظر پنجگانہ نمازون کے رکعات معلوم نہیں ہوتین کہ صبح کسقدر اور دوسرے وقتون مین کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچہہ کہول دیا ہے یہ دہوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑہ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتہہ ہی وجود تہا مسلمانون پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تہے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تہا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تہا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکہا کر بخوبی لوگون کو سمجہا دین پس رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتین کردنی کے پیرایہ مین دکہلا دین اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تہا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قایم ہو چکا تہا کیا جب تک حدیثین جمع نہ ہوئی تہین لوگ نماز نہ پڑہتے تہے یا زکوٰۃ نہ دیتے تہے یا حج نہ کرتے تہے یا حلال وحرام سے واقف نہ تہے - ہان تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سی اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثین کہولکر بیان کرتی ہین اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگون کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو

+ سورہ فاتحہ مین راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ مین گویا وہ دعا قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی ہے - منہ

* اہل حدیث فعل رسول اور قول رسول دونونکا نام حدیث ہی رکہتے ہین ہمین اون کی اصلاح سے کچہہ غرض نہین در اصل سنت الگ ہے جسکی شاعت اہتمام خود آنحضرت نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہی جو بعد مین جمع ہوئی - منہ

قاضی قرآن کہتے ہین جیسا کہ یہودیون نے اپنی حدیثون کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادمون کے ہونے سے بڑہتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہین ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ مین ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اوس زمانہ مین ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تہا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈالدیا تہا سنت اُن باتون کا نام نہین ہے جو سو ڈیڑہ سو برس بعد کتابون مین لکہی گئین بلکہ اون باتون کا نام حدیث ہے اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانون کی عملی حالت مین ابتداء سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانون کو لگایا گیا۔ ہان حدیث بہی اگرچہ اکثر حصہ اوس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرطِ عدمِ تعارض قرآن و سنت تمسک کے لایق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اسکے اندر موجود ہے پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہان اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لایق نہین ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور اُن تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہین رد کرنا پڑتا ہے اور مین جانتا ہون کہ کوئی پرہیزگار اس پر جراُت نہین کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکہے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثون کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہین بہرحال احادیث کا قدر کرو اور اُن سے فائدہ اٹہاؤ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے منسوب ہین اور جب تک قرآن و سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بہی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس

کی تائید مین تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اوسکی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پہینکدو کہ وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہین ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکہتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ مین یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجہو اور ایسے محدثون اور راویون کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہون نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثین صدہا ہین جنمین پیشگوئیان ہین اور اکثر ان مین سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہین پس اگر کوئی حدیث اون مین سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس کو نہین مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اوسکا متدین نہین ہے تو اس صورت مین تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کردو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثون کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کردو گے پس اس صورت مین تم اسلام کے دشمن ٹہیرو گے اور اللہ تعالے فرماتا ہے فلا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہین ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے مین کسی محدث نے غلطی کہائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جہوٹی حدیث کو سچی کر کے خدا نے غلطی کہائی اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی ہی بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہین جو قرآن کے موافق ہین تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثون پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بہی ہین جنہون نے اسلام مین فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکہتا ہے یہانتک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتون مین کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشید کوئی خلف امام فاتحہ پڑہتا ہے کوئی اس پڑہنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتہہ

باندہتا ہے کوئی ناف پر۔ اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہین كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تہا پہر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگون کو ہلاک کر دیا شیعہ بہی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حاکم ٹہیراتے تو ایک سورت نور ہی ان کو نور بخش سکتی تہی مگر حدیثون نے اِن کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے* جو اہل حدیث کہلاتے تہے کچہہ مدت سے ان لوگون نے توریت کو چہوڑ دیا تہا اور جیسا کہ آجتک اون کا عقیدہ ہے اون کا یہ مذہب تہا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو ان مین ایسی حدیثین بکثرت موجود تہین کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنی عنصری وجود کے ساتہہ نازل نہو تب تک ان کا مسیح موعود نہین آئیگا ان حدیثون نے ان کو سخت ٹہوکر مین ڈالدیا اور وہ لوگ ان حدیث پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نکر سکے کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحی نبی ہے جو ایلیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اوسکا وجود لیا ہے پس تمام ٹہوکر ان کی حدیثون کی سبب سے تہی جو آخر کار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثون کے معنون مین بہی غلطی کرتے ہون یا حدیثون مین بعض بعض انسانی الفاظ مل گئے ہون غرض شاید مسلمانون کو اس واقعہ کی خبر نہ ہوگی کہ یہودیون مین حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تہے اُنہون نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتوے لکہا اور اون کو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابون کو مانتا نہین خدا نے الیاس کے دوبارہ آنیکی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلین کرتا اور بغیر کسی قرینہ صادقہ کے ان خبرون کو کسی اور طرف کہینچ کرلے جاتا ہے× اور حضرت مسیح کا

نام اونہون نے صرف کاہن نہین بلکہ ملحد بہی رکہا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پہر دین موسوی باطل ہے وہ انکے لئے فیج اعوج کا زمانہ تہا جہوٹی حدیثون نے اون کو دہوکا دیا۔ غرض حدیثون کے پڑہنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہیئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹہرا کر اس حالت تک پہونچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو اونہون نے کافر اور دجال کہا اور اس سے انکار کر دیا۔ تاہم مسلمانون کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس مین صاف طور پر لکہا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابین بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکہتی ہین اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور اون احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہین۔

اے خدا کے طالب بندو! کان کہولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہین یقین ہی ہے جو گناہ سے چہوڑاتا ہے یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے کہ جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چہوڑ سکتے ہو کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چہڑائے گا ایسا جہوٹ مت بولو۔ جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کیلئے یقین کا محتاج تہا اور اوس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے اُن عیسائیون پر جو یہ کہکر مخلوق کو دہوکا دیتے ہین کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ مین غرق ہین وہ نہین جانتے کہ اُن کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت سے ہے شراب کی مستی اُن کے دماغ مین ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اُترتی ہے اوس سے وہ بیخبر ہین۔

(باقی آیندہ)

نوٹ * انجیل مین نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی گئی تہی جو کہ طالمود کی حدیثون اور روایتون مین ظاہر کئے گئے تہے۔ یہ حدیثین سینہ بسینہ حضرت موسیٰ تک پہونچائی جاتی تہین اور کہا جاتا تہا کہ یہ موسیٰ کے الہامات ہین۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تہا کہ توریت کو چہوڑ کر تمام وقت احادیث کی پڑہنے پر لگایا جاتا تہا بعض امور مین طالمود توریت کے مخالف ہے تب بہی یہود طالمود کی بات پر عمل کرتے تہے۔ طالمود مؤلفہ یوسف بارکلی مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء۔

× جو وقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر کفر کا فتوی لکہا گیا ہو وقت وہ پولوس بہی مکفرین کی جماعت مین داخل تہا جس نے بعد مین اپنے تئین رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی مین آپ کا سخت دشمن تہا جسقدر حضرت مسیح کے نام پر بعد پولوس توبہ کرکے رسول بن جائیگا اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت لکہنا ہمین کچہہ ضرورت نہین کہ عیسائی خوب جانتے ہین افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک مین رہے بہت دکہہ دیا تہا اور جب وہ صلیب سے نجات پاکر کشمیر کیطرف چلے آئے تو اس نے ایک جہوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریون مین اپنے تئین داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گہڑا اور عیسائیون پر سؤر کو جو توریت کے رو سے ابدی حرام تہا حلال کر دیا اور شراب کی بہت بہت دیدی اور

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

الحق یعلو ولا یعلیٰ

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا زور اور اثر خود عیسائیوں کے مُنہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ بارہا الحکم کے انہیں کالموں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ کس طرح پر عیسائی اخبارات۔ عیسائی علماء عیسویت کی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ حال میں چرچ آف انگلینڈ کے کئی سو پادریوں نے ملکر ایک اشتہار شائع کیا ہے جسکا مختصر سا مضمون ذیل میں درج کرتا ہوں اس اشتہار کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس طرح پر صلیب ٹوٹ رہی ہے۔ یہہ اندرونی حربے ہیں جو عیسویت کے بت کو پاش پاش کر رہے ہیں۔ وہ مضمون یہ ہے۔ کہ آجکل کی سائنس نے جو کہ دن بدن ترقی کر رہی ہے ہمیں یہ تبلا دیا ہے کہ بائیبل میں جو تواریخی حصہ ہے اس کو ہم الہام کہکر ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر بائیبل کے پرانے اور نئے نامہ پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جاوے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کو تاریخی واقعات سے زیادہ وقعت نہیں دیجا سکتی۔ ان کو اس امر کی خوشی ہے۔ کہ ان کے بہت سے ہم پیشہ بھائی پرانے عہد نامہ کی بابت تو یہ خیال ظاہر کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن نئے عہد نامہ کے متعلق وہ خیالات ظاہر کرنے کی جرأت ہونی چاہئے۔ ان کو اس امر کی شکایت ہے۔ کہ اگر وہ بائیبل کے تاریخی واقعات کو تنقیدی نظر سے دیکھیں۔ تو ان کے عیسائی بھائی ان کو خارج کرنے کی دہمکی دیتے ہیں۔ اور ان کے اس کام کو بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ کتاب کے مرید عیسائی ان کو تنگ کریں۔ اور اسطرح کئی سولایق پادری چرچ سے علیحدہ ہو جائیں۔ انکا خیال یہ بھی ہے۔ کہ لوگوں کی روحوں کو ان تاریخی واقعات کی بنا پر جو کہ سوائے تاریخ کے مطالعہ کے ثابت نہیں ہو سکتے۔ پرورش دینا عیسائی چرچ کے لئے خطرناک ہوگا۔

عیسائی کیونکر بنائے جاتے ہیں — ڈاکٹر پینیل ایک مشنری

ڈاکٹر ہیں جو بنوں میں رہتے ہیں ...... یہہ وہی ڈاکٹر پینیل ہیں جنہوں نے سادہوانہ لباس میں انڈیا کے بعض بڑے بڑے شہروں کا سفر کیا تھا۔ وہ قادیان بھی آئے تھے انہوں نے اپنے سفرنامہ میں عیسائی بنانے کے راز پر روشنی ڈالی ہے۔ جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے میں درج کرتا ہوں۔ ڈاکٹر پینیل نے ۱۸۹۸ء میں بھی ایک لمبی چٹھی کے ذریعہ مشنریوں کو تنقید کیا تھا چنانچہ میں نے الحکم میں بھی اُسوقت اُکی اس تحریر پر نوٹس لیا تھا۔ اور اب جو کچھہ عیسائیت کی ترقی کا راز انہوں نے کھولا ہے وہ اور بھی قابل غور ہے +

کئی مشنوں میں یہ قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلا تحقیقات یا کچھہ یونہی سا دریافت کرکے چوہڑوں اور چماروں کو اصطباغ دیکر اُن کا نام بدل دیتے ہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اُن کے بد افعال مسیحی مذہب کے لئے ایک سخت دہبہ ہوتے ہیں۔ اور ہندوں اور مسلمانوں کے دلوں میں مسیح کی طرف سے ایک قسم کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ پنجاب کے بعض اضلاع میں مسیحیوں کو طنزاً "کرانی" کہا جاتا ہے لیکن اس علاقہ میں (مراد ضلع مرادآباد وغیرہ سے ہے) مسیحیوں کے لئے عام طور پر لفظ چوہڑے اور چمار مستعمل ہیں۔ ان میں زیادہ وقت گذارنے سے شاید یہ فائدہ مدنظر ہوگا کہ ان کی ایک بڑی تعداد بہت جلد اصطباغ پانے کو تیار ہو جاتی ہے اور یوں اون مہربانوں کو جو انگلستان اور امریکہ سے چندہ بھیجتے ہیں۔ خوش کرنے کو ایک اچھا موقعہ ہاتھہ آجاتا ہے لیکن اگر کوئی ان لوگوں کی زندگیوں کو دیکھے تو بہت کم فائدہ نظر آئیگا" اس کے بعد ڈاکٹر پینیل صاحب ایک نواح کے مشنری کی زبانی ایک خاص واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ایک گاؤں کی نسبت پادری صاحب نے مشن کی رپورٹ میں دیکھا کہ وہاں دو آدمی عیسائی ہونگے۔ گاؤں پہونچنے پر معلوم ہوا کہ ایک عیسائی نہیں ہوا۔ لیکن ایک آدمی شراب میں بدمست جھومتا آرہا تھا۔ لوگوں نے اوسکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہی عیسائی ہے۔ اسکے بعد پادری صاحب کے اپنے الفاظ ہی درج کرتا ہوں۔ "میں نے اوس آدمی کو پاس بلایا اور دریافت کیا۔ کہ تم عیسائی ہو؟ اوس نے جواب دیا کہ تہا تو سہی۔ مگر چونکہ پادری صاحب نے میرے ساتھہ دغا کیا اس لئے اب میری توبہ! میں نے پوچھا کہ کونسی دغا تمہارے ساتھہ کی گئی۔ بولا کہ جب میں پچاس ساٹھہ رشتہ داروں کو بپتسمے کے لئے اُن کے پاس لے گیا تو وہ نہایت خوش ہوئے اور مجھے ۵ روپیہ کی جمعداری دی لیکن جب اُنہیں اور فائدہ نظر نہ آیا۔ تو میری جمعداری بھی بند کردی" اسپر ڈاکٹر پینیل صاحب لکھتے ہیں "اگر ان پادری صاحب نے ان آدمیوں کے بپتسمہ پانے کا حال اپنی رپورٹ میں درج کیا تہا تو واجب تہا کہ اب وہ اُنکا انجام بھی لکھہ دیتے۔ ورنہ جمعدار کا الزام درست ہے کہ انہوں نے اُس سے دغا کی اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی رپورٹ کے ناظرین کو بھی دہوکا دیا۔ اکثر ان صاحبوں کی طرف سے جو ہزاروں ایسے آدمیوں کو بپتسمہ دیکر انہیں مسیحی بیان کرتے ہیں۔ یہ جواب ملتا ہے کہ اگر یہ سچے عیسائی نہیں ہیں۔ تو ایک دن ہم اُن کی اولاد کو تو تعلیم دینگے ہی اور وہ ضرور سچے مسیحی ہونگے۔ لیکن بائیبل سے کوئی ثبوت پیش کیا جا سکتا کہ سوائے اوس حالت کے جبکہ آدمی سچے دل سے تائب ہوتا اور اوس میں مسیحی ایمان کے نشان پائے جاتے ہیں۔ کسی اور کو بھی بپتسمہ دینا روا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ اُس آدمی کا دل تبدیل نہیں ہوا اور اُسکی اولاد کے بچنے کی امید ہے تو اس حالت میں اُسے تعلیم دینا چاہئے نہ کہ بپتسمہ۔

آریہ سماج کی ناکامی

آریہ سماج کی ناکامی کو خود آریوں نے قبول کر لیا ہے جو اس مذہب کے مردہ ہونے کے لئے کافی دلیل ہے اور یہ پیش خیمہ ہے اس موت کا جو اس مذہب پر آنے کو ہے ست دہرم پرچارک جالندھر نے آریہ سماج کی ناکامی پر ایک مسلسل آرٹیکل شروع کیا ہے۔ جس میں اس نے صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج اپنے مقاصد سے اسلئے راستہ پر جا رہا ہے اور اندرونی شہادت کے لئے جب آریہ سماج کے ممبروں کو مخاطب کرکے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ نوّے فیصدی کے دلوں سے بے اختیار یہہ آواز نکلے گی کہ چاروں طرف **ناکامی ہی ناکامی نظر آرہی ہے۔**

میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ دن قریب ہیں جب آریہ سماج کا نام صرف ہم کتابوں میں پڑہیں گے۔ اور بس۔

طمع زر اور تبدیل مذہب

ہمعصر مالابار ڈیلی نیوز لکھتا ہے کہ ایک مالاباری ہندو جیسے لوگ بڑا نامی گرامی شخص بتاتے ان اطراف میں جا بجا سیر سپاٹا کرتا پہر رہا ہے اور جہاں جاتا ہے مقدس پادریوں کو مسیحی مذہب قبول کرنیکا دم جہانسا دیکر ان سے کچھہ نہ کچھہ رقم اینٹھہ لیتا ہے عوام کا یہ بھی بیان ہے کہ شخص مذکور اس فن میں بڑا چلتا پرزہ ہے اسکی عیاری کے طریقے بہت اور ایک سے ایک چڑہتے ہیں۔ آپ اندنوں ریاست کوچین میں رونق افروز ہیں اور پولیس کو خوب ناک چنے چبا رہے ہیں۔ اس عیار کی چالاکی تو چنداں تعجب خیز نہیں۔ لوگ دنیا میں طمع زر سے ہزار طرح کے مکر و فریب کرتے ہیں۔ اُس نے اگر مذہب کو مطلب بر آری کا آلہ بنایا تو کون اچنبھا ہو گیا۔ لیکن حیرت اور افسوس تو اُن مسیحی منقدوں کی عقل پر ہے جو اس فریبی کے دہوکے میں آتے ہیں۔ انکا دین اگر سچا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ وہ کسیکو مال و زر کے زور سے اپنے دین کی ترغیب دیں۔ بات یہ ہے کہ اسلام کے آفتاب صداقت صداقت کی تیز شعاعوں نے اب صلیب پرستی کے مذہب کو ایسا مضمحل کر دیا ہے کہ اس قسم کے ذرائع کشش بغیر بیچارے پادریوں کا ایک دن کام نہیں چل سکتا۔ آج ہی اگر مشنوں کو گرانقدر رقوم ملنی بند ہو جائیں تو پھر دیکھئے ہندوستان میں انکی پُر اسرار تبلیغ و اشاعت کا کیا حشر ہوتا ہے

عیسائی کیسے بنتے ہیں سفیر روس کی رائے

پیپر ابی نے ایک قدم آگے بڑہکر لکھا تھا۔ کہ اگرچہ جاپان عیسائی ملک نہیں ہے۔ مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جنمیں ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہیں۔ مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جنمیں ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہیں مگر یہ کبھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ لوگ مہاتما بدھ کے پاک تعلیم کو نزدیک کرکے کیوں عیسائی ہوئے یا کسی تکلیف کے باعث یا روحانی زندگی حاصل کرنے کی غرض سے مسٹر ڈبلیو جے سٹیڈ ریواف ریویو کے لائق ایڈیٹر نے مسٹر ایم لیسر کے خیالات سوال چین پر اپنے ماہواری میگزین میں کیا ہی عمدہ پیرایہ میں درج کئے ہیں۔

ایم لیسر سفیر روس ہے وہ کہتا ہے کہ ہم کو اسوقت دو تکلیف کا سامنا ہے ایک یہ چین کیلئے دانت پیسنا یعنی اوسپر قبضہ و اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہنا دوسرا یہ کہ ساری کی ساری چین یسوع مسیح کی معتقد ہو جاوے وہ کہتا ہے کہ اگر آپ مجہہ سے مشنری کی بابت سوال کریں تو میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ جب ایک آدمی مشنری سایہ میں آجاتا ہے تو اوسکا تعلق دوسری قوموں سے قطع ہو جاتا ہے بیشک یہ خیال اوس کے دل میں ہونا چاہئے کہ یسوع مسیح ہے اوس کے لئے بہشت کی بادشاہت کا کامل ہے اگر جنگ میں قتل ہو کر وہ شہید ہوگا تو اس کا خون گرجا کا بیج بنے گا مگر جہانتک میرا خیال ہے۔ ان خیالات کو لیکر کوئی عیسائی نہیں ہوتا جب آدمی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا کسی ہمسایہ کا مال سرقہ کرتا ہے تو یہ دیکھکر کہ اوسکو کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔ جھٹ عیسائی ہو جاتا ہے یہ چینی حدود کا ہی حال نہیں بلکہ وہ کہتا ہے کہ پرشین سرحد پر جب ایک مسلمان کوئی جرم کرتا ہے اور اس خطرہ سے کہ وہ گرفتار بلا ہو کر سخت سزا کا مونہہ دیکھے گا۔ تو وہ فوراً ارتھاڈکس گریک گرجین بن جاتا ہے۔ محض اس خیال سے کہ سزا سے بچ جاوے یہی تکالیف چین میں دکھائی دے رہی ہیں۔ کوئی خوشی سے عیسائی نہیں ہوتا اور نہ ان خیالات کو لیکر عیسائی ہوتا ہے ان کا ذکر اوپر کیا گیا ہے +

منیجر بھارت انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر سے کمپنی مذکور کی خوش معاملگی کے متعلق مندرجہ ذیل چٹھی الحکم میں شائع ہونیکو آئی ہے

نقل چٹھی مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۸ء منجانب مرزا الکمید اس سیابی دکیل بنام سیکرٹری بھارت انشورنس کمپنی لمیٹڈ لاہور۔

اسلامی تمدن کی بے نظیر تربیت

ناظرین! جب کسی اقبال مند قوم پر ادبار آتا ہے تو پہلے خدا تعالیٰ اس سے وہ محاسن و فضائل سلب کر لیتا ہے جنکی وجہ سے اُسے اقبال ملا تھا یا یوں کہو کہ وہ شامت کی ماری قوم خود بد اطواری میں پڑکر اوصاف کمال سے بے اعتنائی کرنے لگتی ہے اور افراد قوم کے اخلاق میں برائیاں پیدا ہو کر روز بروز بڑھتی جاتی ہیں یہاں تک کہ شدہ شدہ آنیوالی نسلیں اپنے اسلاف کے طور و طریق سے بالکل الگ جا پڑتی ہیں۔ آج مسلمان کیوں تباہ و خستہ حال ہیں اور کیوں دنیا میں عزت و اقبال کے بعد ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ان کے وہ اخلاق و اطوار جو کبھی ترقی و اقبال کا سبب تھے بگڑ گئے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ جو اوصاف ان کے اسلاف میں تھے خود انمیں نہ رہے۔ اور رہتے تو کیونکر؟ جس تربیت نے انہیں پال پوس کر بڑا کیا۔ اور آنیوالی نسلوں کا ذمہ وار بنایا وہ تو ناقص بلکہ سراپا نقص و عیب ہے۔ بے اختیار رونا آجاتا ہے جب ہم اپنی قوم کے اعلیٰ طبقہ کی جب یہ ابتر حالت ہو تو پھر اوسط و ادنیٰ طبقات کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ کی تقلید و پیروی کرتا ہے۔ پس جب بڑے ہی خراب ہیں تو چھوٹوں کا خراب تر ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ہماری بد عنوانیوں اور بدکرداریوں نے صرف ہمیں کو ذلیل و خوار نہیں کیا بلکہ اسلام کے پاک نام کو بٹہ لگایا اور اسلاف کو ناحق بدنام کیا۔ چنانچہ غیر قومیں چھوٹتے ہی یہ کہدیتی ہیں کہ مسلمانوں میں تربیت آج کیا کبھی تھی ہی نہیں۔ جب انکی تہذیب و مدنیت اور علم و فضل کا زمانہ تھا تب بھی تربیت کا رخ اُن کے ہاں سیاہ ہی تھا۔ غیر قومیں جو چاہیں کہیں وہ معذور ہیں۔ پرائے گھر کی بج کی باتیں۔ تربیت و پرورش کا حال انہیں کیونکر اور کہاں تک معلوم ہو سکتا ہے؟ مگر ننگِ قوم و ننگِ سلاف ہیں ہم کہ اسلاف کے اوصاف و کمالات کھوئے ہی اتنی بھی خبر نہ رکھ سکے کہ وہ لوگ کیسے تھے اور اُس زمانہ کی تعلیم و تربیت کا کیا حال تھا۔ اور کس درجہ کی تھی۔ کہ آج مخالفوں کو تو زبان سے کچھ جواب دیدیتے۔ اگر خود کسی لائق نہ تھے تو اسلاف کی قابلیت تو منوا دیتے۔ مگر نہیں اسلاف کی خوبیوں کا منوانا خود اخلاف کی قابلیت و لیاقت پر منحصر ہے۔ کاش اب بھی مسلمان اپنی غفلت شعاری اور بے راہ روی سے باز آئیں اور توفیق ان کے شامل حال ہو تاکہ اپنے اسلاف کی طریق تربیت سے آگاہی حاصل کر کے خود بھی اسی طریق کے پابند ہوں

اور ذیل کی چھوٹی سی حکایت کو پڑھکر آج سے بارہ سو برس پہلے کی اسلامی کامل تربیت کا اس زمانہ کی ناقص تربیت سے مقابلہ کر کے ذرا شرمائیں تو سہی۔ مگر وہ شرم بھی کس کام کی شرم ہے جو شرمناک کاموں کو نہ چھڑا سکے اور آدمی کو سیدھے راستہ پر نہ آئے۔

حکایت - محمد ابن عبد الرحمٰن ہاشمی نے اپنے دوست احباب سے بیان کیا کہ جعفر ابن یحییٰ برمکی کی ماں عتابہ اکثر میری والدہ سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ چونکہ وہ بڑی دانا اور شیریں گفتار تھیں جب کبھی وہ ہمارے گھر آتیں میں بہت خوش ہوتا۔ اور خواہ مخواہ ادہر اُدھر کی باتیں چھیڑ کر ان کے پاس بیٹھا رہتا۔ ایکدن یونہی ادہر اُدہر کی باتیں کرتے کرتے میں نے اُن سے کہا کہ بعض لوگ آپ کے فرزند جعفر کو فضل سے افضل سمجھتے ہیں اور بعض فضل کو جعفر سے۔ آپ بتایئے کہ انمیں سے کون افضل ہے؟ ام جعفر نے کہا "بیٹا! فضل فضل ہی ہے" میںنے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگوں کی رائے اسکے خلاف ہے۔ ام جعفر نے کہا اچھا لو میں تم سے ایک قصہ بیان کرتی ہوں۔ تم ہی فیصلہ کرو کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا اور کسکی برتری ثابت ہوتی ہے؟! مگر ذرا غور کر کے رائے قائم کرنا۔ میںنے کہا بہت اچھا فرمایئے۔ ام جعفر نے یوں کہنا شروع کیا:۔

ایک دن فضل و جعفر دونوں بھائی گھر میں میرے پاس کھیل رہے تھے۔ دفعۃً انکے ابا جان آگئے۔ کھانے کا وقت تھا کھانا منگایا اور فضل و جعفر کو بلا کر اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا لیا۔ دونوں نے سلیقہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور باپ بیٹوں میں پیار محبت کی باتیں شروع ہوگئیں اور آخر میں ذیل کی گفتگو تک نوبت پہونچی۔

یحییٰ۔ کیوں بھئی تم شطرنج بھی کھیلنا جانتے ہو؟

جعفر۔ (جو ذرا شوخ اور جری تھا) جی ہاں۔

یحییٰ۔ پھر کبھی اپنے بھائی کے ساتھ بھی کھیلے ہو؟

جعفر۔ جی نہیں۔

یحییٰ۔ اچھا پھر ہمارے سامنے کھیلو تا۔ دیکھیں کون جیتتا ہے؟

جعفر۔ بہت بہتر۔ ابھی لیجیے۔

فوراً شطرنج لاکر بچھا دیگئی اور مہرے جما دیے گئے اور جعفر شطرنج کھیلنے کیلئے سیدھا ہو بیٹھا۔ فضل اگرچہ جعفر سے بہت اچھی شطرنج جانتا تھا۔ لیکن اس نے کھیلنے سے انکار کیا۔

یحییٰ۔ فضل تمہیں کیا ہوگیا؟ شطرنج کیوں نہیں کھیلتے دیکھو جعفر تیار ہے۔

فضل۔ جی کچھ میرا جی نہیں چاہتا۔

جعفر۔ جی نہیں۔ بھائی صاحب اپنے آپ کو بڑا شاطر سمجھتے ہیں۔ مجھے کمزور سمجھکر کھیلنا نہیں چاہتے۔ مگر میں شرط سے کھیل سکتا ہوں۔

یحییٰ۔ دیکھو تو جعفر کیا کہہ رہا ہے؟!

فضل۔ مگر میں کھیلنا ہی چاہوں۔ میرا جی نہیں چاہتا۔

یحییٰ۔ اچھا ہم تمہاری طرف ہوئے کیوں جعفر منظور ہے؟

جعفر۔ جی بہت بہتر میں تیار ہوں۔

فضل۔ بہتر ہو کہ مجھے معاف کیا جائے۔

یحییٰ۔ اچھا تمہاری مرضی نہ سہی۔

یہ کہکر ام جعفر میری طرف متوجہ ہوئیں اور بولیں کہو صاحبزادے کیا فیصلہ کرتے ہو؟ میںنے کہا کہ جو کچھ آپنے پہلے فرمایا تہا وہ بالکل صحیح ہے۔

ام جعفر۔ صاحبزادے میں پہلے سے سمجھ رہی تھی کہ تم میری رائے کے موافق فیصلہ کروگے۔ دیکھو جعفر نے اتنی سی دیر میں چار ٹھوکریں کہائیں۔ اور فضل چاروں سے صاف بچ گیا۔ کیونکہ یحییٰ نے عمداً دریافت حال کے لئے شطرنج کی بابت سوال کیا تہا۔ جعفر نے پہلی ٹھوکر کہائی اقرار میں۔ دوسری لغزش یہ کہ بھائی سے کھیلنے کیلئے تیار ہوگیا۔ اور تعلّی تک جا پہونچا۔ تیسری غلطی یہ کی کہ شرط باندہکر اپنے بھائی کا مال لینا چاہا۔ اور چوتھی بار تو بالکل سر کے بل ہی گر پڑا کہ باپ بھائی دونوں سے کھیلنے پر آمادگی ظاہر اور ان سے مقابلہ کی جرأت کی۔

ابن عبد الرحمٰن۔ واللہ! آپ تو قاضی شعبی سے بھی بڑھکر فیصلہ کرنیوالی ہیں۔ مگر یہ بتایئے کہ فضل تو ان سب باتوں کو سمجھ گیا۔ کیا جعفر کچھ بھی نہ سمجھا؟

ام جعفر۔ اچھا اب اسکی کیفیت بھی سُن لو۔ یحییٰ ابن خالد جب باہر چلے گئے میںنے فضل کو الگ بلا کر پوچھا۔ بیٹا تم نے اپنے ابا کی خوشی سے کیوں اعراض کیا؟

فضل۔ اماں جان اگر میں کھیلتا جعفر پر ضرور غالب آتا اور اُسے شرمندہ ہونا پڑتا۔ ایک تو اسی سبب سے میں نہ کھیلا۔ دوسرے یہ کہ ابا جان کو اپنا طرفدار بنا کر بھائی کو مغلوب کرنا مجھے اس سے بھی زیادہ معیوب معلوم ہوا۔

ابن عبد الرحمٰن۔ اچھا اسی طرح آپ نے جعفر سے بھی کچھ دریافت کیا؟

ام جعفر۔ ہاں بھئی۔ فضل سے جب میں یہ جواب سُن چکی تو تھوڑی دیر کے بعد جعفر کو الگ بلایا اور حسب ذیل گفتگو کی:۔

میں۔ جعفر تمہارے ابا جان نے تم سے شطرنج کے متعلق صرف اسلئے سوال کیا تہا کہ کہیں تم اپنا وقت کھیل ہی میں تو نہیں گذارتے؟ فضل تو چپ رہا۔ مگر تم نے کیسے اقرار کر لیا؟

جعفر۔ اماں۔ میںنے ابا جان کو کئی دفعہ کہتے سنا ہے کہ محنت کے بعد کھیلنے سے طبیعت برقرار آجاتی ہے آپ جانتی ہیں کہ ابا جان کو معلوم ہے کہ ہمیں تعلیم و ادب میں کسقدر زحمت اٹھانی پڑتی ہے اسلئے مجھے خیال ہوا کہ سبادا ہمارا شطرنج کھیلنا انکو معلوم نہ ہوگیا ہو۔ بھائی کیطرف سے مجھے انکار کرنیکا اندیشہ تہا۔ اسلئے میںنے فوراً کہدیا ہاں ہم کھیلتے ہیں۔ تاکہ بھائی اور مجھپر ابا جان خفا نہ ہوں۔ اور اگر خفا ہوتے تو گویا میںنے بھائی کو تو بچا لیا تہا۔

میں۔ اچھا پھر تم نے بھائی سے شرط باندہکر کیوں کھیلنے کا ارادہ کیا؟ کیا تم اس کا مال خود لینا چاہتے تھے؟

جعفر۔ جی ہرگز نہیں۔ بلکہ امیر المومنین نے مجھے ایک دوات دی ہے جو بھائی صاحب کو بہت پسند ہے۔ میںنے ہر چند اصرار کیا مگر انہوں نے نہ لی۔ میں صرف اسے ہارنا چاہتا تہا تاکہ بھائی صاحب بخوشی لے لیں۔

ابن عبد الرحمٰن۔ یا امّی ذرا یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ دوات کیسی تھی؟!

ام جعفر۔ بیٹا! ایکدن جعفر امیر المومنین کے پاس گیا۔ انکے ایک یاقوت سرخ کی مرصع دوات رکھی تھی امیر المومنین نے دیکھا کہ جعفر اُس دوات کو دیکھ رہا ہے اپنے وہ اعنایت کردی۔

ابن عبد الرحمٰن۔ اچھا اب آپ باقی قصہ بھی پورا کیجئے!۔

ام جعفر۔ ہاں بیٹے۔ پھر میںنے جعفر سے کہا کہ اچھا یہ بھی سہی مگر تم نے اپنے ابا اور بھائی دونوں کو فریق ثانی بنا کر کھیلنے کی جرأت کیسے کی؟

جعفر۔ اسلئے کہ میں جانتا تہا کہ اول تو بھائی مجھپر بلا مدد غیرے غالب آنیوالے ہیں۔ اور اگر بالفرض انکی بازی گرنے لگی تو ابا جان کی مدد سے ضرور غالب آجائینگے۔ اور جیتنے سے انہیں ضرور خوشی ہوگی۔ اسی لئے میں ایسی جرأت کرتے چلا گیا۔

ابن عبد الرحمٰن۔ خوب! خوب! مگر مجھے اتنا اور بتا دیجئے کہ جسوقت یہ واقعہ پیش آیا کیا فضل و جعفر بالغ ہوچکے تھے؟۔

ام جعفر۔ بیٹا تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ ایسے بچوں کی نسبت تمکو یہ خیال تعجب ہے کہ کیونکر پیدا ہوگیا؟ بلوغ تو بلوغ جب ہمارے بچوں کی عمریں دس سال کی ہوتی تہیں ہم انہیں کھیل کود سے روکدیتے تھے۔ اور ہر شخص کے سامنے ہنسنے تک کی اجازت نہ دیتے تھے۔

(قطام بابت ماہ مئی)

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہدین صاحب نمبردار و جاگیردار مابل پور قریشی النسب ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنے کے خواہشمند ہیں آمدنی معقول ہے۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے پرانے رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنا چاہتے۔

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی مابل پور درزی کا کام کرتے ہیں پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے۔

۳ - منشی عبد الرحمٰن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخاں اصل متوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہیں۔ احمدیوں ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے دو لڑکے آٹھ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہیں

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے یار ازل اس است رسے تو مرا	بہتر ز ہزار خلد کوئے تو مرا
از مصلحتے دگر طرف بینم لیک	ہر لحظہ نگاہ ست سوئے تو مرا
بر عزت من اگر کسے حملہ کند	صبر است طریق ہمچو خوئے تو مرا
من چیستم و چہ عزتم ہست مگر	غنگ است ز ہر آبروئے تو مرا

ایک صاحب محمد اکرام اللہ نام نے روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ - مئی ۱۹۰۵ء میں میرے ان اشتہارات کی نسبت جنمیں اوّل دفعہ اور دوم دفعہ کے زلزلہ کی نسبت پیشگوئیاں ہیں - کچھ اعتراض شائع کئے ہیں اور میرے خیال میں وہ اعتراضات صرف تعصب کی وجہ سے نہیں ہیں - بلکہ ناسمجھی اور نہایت محدود واقفیت بھی ان کا موجب ہے - قوم کی حالت پر اسی وجہ سے مجھے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرنے کے وقت کچھ تدبر نہیں کرتے - اور جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے - یا خود نمائی کی وجہ سے یہ شوق دامن گیر ہوتا ہے - کہ کسی طرح معترض بنکر میں بھی اوّل درجہ کے مخالفوں میں جگہ ملجائے - یا کم از کم لائق اور اہل علم متصور ہوں - مگر بجائے لائق کہلانے کے خود اپنے ہاتھ سے اپنی پردہ دری کرتے ہیں اب اہل انصاف اعتراضات کو سنیں - اور ان کے جوابات پر غور کر کے دیکھیں - کہ کیا ایسے اعتراضات کوئی منصف مزاج جسکو کچھ بھی عقل اور دین سے حصہ ملا ہے کر سکتا ہے افسوس کہ یہ لوگ اول خود دھوکا کھاتے ہیں - اور پھر لوگوں کو دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں - اور اس جہالت کا سارا باعث وہ جلا ہوا تعصب ہے کہ جو جہنم کی آگ اپنے اندر رکھتا ہے

خلاصہ اعتراض - اوّل قولہ - اب ہم مرزا صاحب کے قول سے ثابت کرتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں ہے - کیونکہ وہ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں خود لکھتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی قابل وقعت چیز نہیں بلکہ مہمل اور ناقابل التفات ہے - **الجواب** واضح ہو کہ معترض نے اس جگہ وہ میری عبارت پیش کی ہے کہ جو میں نے انجیل متی کی ایک پیشگوئی پر جو حضرت مسیح کیطرف منسوب کیجاتی ہے - ازالہ اوہام میں لکھی ہے اور اس جگہ کافی ہوگا کہ وہی عبارت زلزلہ کی نسبت جو انجیل متی میں حضرت مسیح کے نام پر مندرج ہے جس کو میں نے ازالہ اوہام میں نقل کیا ہے - پبلک کے سامنے پیش کر دی جائے - اور پھر وہ عبارتیں جو میری پیشگوئیوں میں دونوں زلزلوں کی نسبت بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکی ہیں - بالمقابل اس جگہ لکھدی جائیں -

تا ناظرین خود سمجھ لیں کہ کیا ان دونوں پیشگوئیوں کی ایک ہی صورت ہے یا ان میں کچھ فرق بھی ہے - اور کیا میری پیشگوئی میں بھی زلزلہ کی نسبت صرف معمولی الفاظ ہیں جو ہر ایک زلزلہ پر صادق آسکتے ہیں - جیسا کہ انجیل متی کے الفاظ ہیں - یا میری پیشگوئی فوق العادت زلزلہ کی خبر دیتی ہے اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا - کہ جس سرزمین میں حضرت مسیح تھے - یعنی ملک شام میں اس ملک کی قدیم سے ایسی صورت ہے کہ ہمیشہ اس میں زلزلے آیا کرتے ہیں - جیسا کہ کشمیر میں اور ہمیشہ طاعون بھی اس ملک میں آیا کرتی ہے پس اس ملک کے لئے یہ عجوبہ نہیں ہے کہ اس میں زلزلہ آوے - یا طاعون پیدا ہو - بلکہ کوئی بڑا زلزلہ بھی آنا عجیب بات نہیں ہے - حضرت مسیح کی پیدائش سے بھی پہلے اس میں زلزلے آچکے ہیں - اور ان کی زندگی میں بھی ہمیشہ سخت اور نرم زلزلے آتے ہیں - پھر معمولی بات کی نسبت پیشگوئی کیا ہوگی مگر ہم آگے چلکر بیان کرینگے کہ یہ زلزلہ جسکی نسبت پیشگوئی مینے کی تھی اس ملک کے لئے کوئی معمولی بات نہ تھی - بلکہ ایک ان ہونی اور فوق العادت بات تھی جسکو تمام ملک کے رہنے والوں نے فوق العادت قرار دیا بلکہ نمونہ قیامت سمجھا - اور تمام محقق انگریزوں نے بھی یہی گواہی دی - اور تاریخ پنجاب بھی یہی شہادت دیتی ہے - اور نیز پرانی عمارتیں جو قریبًا سولہ سو برس سے محفوظ چلی آئیں - بزبان حال یہی شہادت دے رہی ہیں مگر سب کو معلوم ہے - کہ ملک شام میں تو اس کثرت سے زلزلے آتے ہیں کہ جب ... پیشگوئی حضرت مسیح کی لکھی گئی - تو غالبًا اس وقت بھی کوئی زلزلہ آرہا ہوگا -

اب ہم ذیل میں وہ پیشگوئی لکھتے ہیں - جو زلزلہ آنے کی نسبت انجیل متی میں لکھی گئی ہے جسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے - اور وہ یہ ہے قوم قوم پر اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھ آویگی اور کال اور مری پڑے گی - اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے - دیکھو انجیل متی باب ۲۴ - یہی پیشگوئی ہے - جسکی نسبت مینے ازالہ اوہام میں وہ عبارت لکھی ہے جو معترض نے اخبار مذکور کے صفحہ ۵ پانچ کالم اوّل سطر ۲۶ چھبیس میں درج کی ہے - اور وہ یہ ہے - کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں - کہ زلزلے آئیں گے - مری پڑیگی لڑائیاں ہونگی - قحط پڑینگے - معترض صاحب میری اس عبارت کو لکھکر اس سے بات نکالتے ہیں - کہ گویا مینے یہ اقرار کیا ہے - کہ زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کرنا کوئی قابل وقعت چیز نہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے میرا یہ مدعا نہیں ہے جو معترض نے سمجھا ہے - بلکہ غرض یہ ہے - کہ معمولی طور پر ایک بات کو پیش کرنا - جسمیں کوئی اعجوبہ نہیں اور جسمیں کوئی فوق العادت امر نہیں - پیشگوئی کے مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کوئی پیشگوئی

کرے - کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہونگی تو یہ پیشگوئی نہیں کہلا سکتی - کیونکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہو جایا کرتی ہیں - ہاں اگر کوئی یہ پیشگوئی کرے کہ اب کی دفعہ برسات کے دنوں میں اس قدر بارشیں ہونگی کہ زمین میں سے چشمے جاری ہو جائیں گے - اور کوئیں پر ہو کر نہروں کی طرح بہنے لگیں گے اور گذشتہ سو برس میں ایسی بارش کی کوئی نظیر نہیں ہوگی - تو اس کا نام ضرور ایک امر خارق عادت اور پیشگوئی رکھا جائے گا - سو اسی اصول کے لحاظ سے مینے انجیل متی باب ۲۴ کی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا کہ صرف اتنا کہدینا کہ زلزلے آئیں گے خاصکر اس ملک میں جس میں ہمیشہ زلزلے آیا کرتے ہیں بلکہ سخت زلزلے بھی آتے ہیں یہ کوئی ایسی خبر نہیں ہے جسکا نام پیشگوئی رکھا جائے یا اسکو ایک امر خارق عادت ٹھیرایا جائے اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ان ہر سہ اشتہارات میں بھی جو میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کے طور پر ملک میں شائع کئے ایسی ہی معمولی خبر پائی جاتی ہے - جس میں کوئی امر خارق عادت نہیں اگر درحقیقت ایسا ہی ہے تو پھر زلزلہ کی نسبت میری پیشگوئی بھی ایک معمولی بات ہوگی زلزلہ کی نسبت میرے اشتہار کے الفاظ یہ ہیں ... مین مجھے خدا تعالےٰ کیطرف سے یہ وحی ہوئی تھی - جسکو میں نے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کرا دیا تھا - عفت الدیار محلھا و مقامھا یعنی اس کا ایک حصہ مٹ جائیگا اس کی وہ عمارتیں جو عارضی سکونت کی جگہیں ہیں وہ عمارتیں جو مستقل سکونت کی جگہیں ہیں دونوں نابود ہو جائیں گی اور ان کا نام و نشان نہیں رہے گا - الدیار پر جو الف لام ہے وہ دلالت کرتا ہے جو خدا تعالےٰ کے علم میں اس ملک میں سے وہ خاص خاص جگہیں - جنپر یہ تباہی آئیگی - اور وہ خاص حصہ ملک کے مکانات ہیں - جو زمین سے برابر ہو جائیں گے - یہ کس قدر فوق العادت پیشگوئی اور کس شد و مد سے اس میں آئندہ واقعہ کا ذکر ہے جس کی سولہ سو برس تک بھی اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی چنانچہ انگریزی اخباروں کے پڑھنے سے معلوم ہوگا - کہ بڑے بڑے طبقات الارض کے محقق اس ملک کی نسبت - یہ فوق العادت واقعہ قرار دیتے ہیں - یہانتک کہ یورپ کے بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے شائع ہو چکا ہے کہ سولہ سو برس تک بھی پنجاب میں اس زلزلہ کی نظیر نہیں پائی جاتی - اور تمام اخبارین اس مضمون سے بھری پڑی ہیں - کہ یہ زلزلہ نمونہ قیامت تھا - پس جبکہ اس وحی الٰہی میں جو میرے پر ہوئی - یہ فوق العادت مضمون ہے - کہ اس حادثہ سے عمارتیں نابود ہو جائینگی - اور ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا

تو پھر نہایت افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی کو جو ایک ملک کے تباہ ہونے کی خبر دیتی ہے - انجیل کی ایک معمولی خبر کے برابر ٹھہرایا جاوے - جو زلزلے آئیں گے اور وہ بھی اس ملک میں جو زلزلوں کا گھر ہے - کیا کسی پیشگوئی کے اس سے زیادہ الفاظ ڈرانے والے ہو سکتے ہیں ہر ایک منصف مزاج خود سوچ لے - کہ کیا اس ملک پنجاب کے لئے زلزلہ کی پیشگوئی کے الفاظ اس سے زیادہ فوق العادت ہو سکتے ہیں - جو وحی ربانی **عفت الدیار محلھا و مقامھا** میں پائے جاتے ہیں - جس کے یہ معنے ہیں - کہ ایک حصہ ملک کا ایسا تباہ ہو جائیگا کہ اس کی عمارتیں تمام نابود ہو جائیں گی - نہ سرائیں باقی رہیں گی نہ مستقل سکونت کی جگہ اس جگہ ادنے عربی دان بھی الدیار کے الف لام کو ذہن میں رکھکر سمجھ سکتا ہے کہ الدیار سے ایک حصہ اس ملک کا مراد ہے اور عفت کے لفظ سے یہی مطلب ہے - کہ اس حصہ ملک کے سب مکانات گر جائیں گے - نابود ہو جائیں گے - ناپدید ہو جائیں گے *پس کوئی مجھکو سمجھا دے - کہ اس ملک کے لئے اب ... دفعہ پہلے اس سے کب پیش آیا تھا اور نہ ایمان داری سے بعید ہے کہ انسان بے حیا ہو کر جھوٹ بولے اور اس خدا کا خوف نہ کرے جسکا ہاتھ ہر ایک وقت سزا دینے پر قادر ہے اور پھر اشتہار الوصیت میں جو ۲۷ - فروری ۱۹۰۵ء میں زلزلہ سے پہلے شائع کیا گیا تھا یہ عبارت درج ہے - اسوقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف مینے دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طور پر شور قیامت برپا ہے - ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** اب سوچو کہ کیا ایک آئندہ واقعہ کی ان الفاظ سے پیشگوئی کرنا کہ وہ نمونہ قیامت ہوگا اور شور قیامت اس سے برپا ہوگا - وہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے مشابہ ہو سکتی ہے جو معمولی الفاظ میں کہا جائے جو زلزلے آوینگے خاصکر شام جیسے ملک میں جو اکثر زلزلوں اور طاعون کی جگہ ہے اگر خدا تعالےٰ کا خوف ہو تو خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کے انکار میں اسقدر دلیری یہ میرے پر حملہ نہیں بلکہ خدا تعالےٰ پر حملہ ہے

* اگر کسی کو ان معنوں میں شک ہو تو اسے اللہ تعالےٰ کی قسم ہے کہ کسی مخالف عربی دان کو قسم دیکر پوچھ لے - کہ کیا اس الہام عفت الدیار میں عمارتوں کا گرنا نابود ہو جانا اور ایسے مکانات کا گرنا جو عارضی آمد و رفت کے لئے مقرر ہوتے ہیں جیسا کہ دھرم سالہ اور کانگڑہ کے پہاڑ ... ٹاٹان والی حویلی کا مندر یا دائمی بود و باش کے ... کا گرنا ثابت نہیں ہوتا ہے ظاہر ہے کہ ایسے کیلئے طور پر ... سے آگے تو ... کی ضرورت نہیں -

جس کا وہ کلام ہے - اور یہ کہنا کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا یہ لبید بن ربیعہ کے ایک بیت کا پہلا مصرعہ ہے - یہ بھی خدا تعالےٰ پر گستاخانہ حملہ ہے - وہ ہر ایک شخص کے قول کا وارث ہے لبید ہو یا کوئی اور ہو اسی کی توفیق سے شعر بھی بنتا ہے - پس اگر اس نے ایک شخص کے کلام کو لیکر بطور وحی القا کر دیا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں - اور اگر یہ اعتراض ہو سکتا ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے - کہ قرآن شریف مین جو یہ آیت ہے - فتبارک اللہ احسن الخالقین - یہ بھی دراصل ایک انسان کا کلام تھا یعنی عبد اللہ بن ابی سرح کا جو ابتدا مین قرآن شریف کی بعض آیات کا کاتب بھی تھا - پھر مرتد ہو گیا - وہی کلام اس کا بغیر کمی بیشی کے فرقان مجید مین نازل ہو گیا - اور یہ وحی الٰہی کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا اس کے حروف قرآن شریف کی آیت موصوفہ کے حروف سے بھی زیادہ نہین ہین - یعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین ہے بلکہ اس کے اکیس ۲۱ حرف ہین - مگر آیت قرآنی کے بائیس حروف - پھر معترض کا اس وحی الٰہی پر یہ کہاوت سنانا کہ - کہین کی اینٹ کہین کا روڑا - بھانمتی نے کنبہ جوڑا* اسکو ذرا سوچنا چاہئے - کہ اس نے درحقیقت قرآن شریف پر حملہ کر کے اپنی عاقبت درست کر لی ہے - اور قرآن شریف مین صرف یہی شے نہین جو اسبات کا نمونہ ہو - جو وہ پہلے انسانی کلام تھا - اور پھر اس سے خدا تعالےٰ کی وحی کا توارد ہوا - بلکہ بہت سے ایسے نمونے پیش ہو سکتے ہین - جہان انسانی کلام سے خدا تعالےٰ کے کلام کا توارد ہوا - جیسا کہ قرآن شریف کو بہت جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے توارد ہوا ہے - جس سے علماء بے خبر نہین ہین - اور جن کی نسبت ایک بڑی فہرست پیش ہو سکتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ معترض دراصل قرآن شریف سے منکر ہے ورنہ ایسا گستاخی اور بے ادبی کا کلمہ ہرگز اس کے منہ پر نہ آتا - کیا کوئی مومن ایسا اعتراض کسی پر کر سکتا ہے؟ کہ وہ اعتراض بعینہٖ قرآن شریف پر آتا ہو - نعوذ باللہ ہرگز نہین -

پھر معترض کا پیشگوئی عفت الدیار پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ عفت کا لفظ جو ماضی کا صیغہ ہے - اسکا ترجمہ مضارع کے معنون مین کیا گیا ہے

* اگرچہ گناہ ہزارون قسم کے ہوتے ہین - مگر نہایت درجہ کا شقی وہ شخص ہے جو خدا تعالےٰ کے پاک کلام پر اعتراض کرے - جاہل جلدی سے اور گستاخی سے اور خوش ہو کر خدا تعالےٰ کے کلام پر اعتراض کرتا ہے - اور اس قدر بس نہین بلکہ وہ مر جاتا تو اس سے بہتر تھا - منہ

حالانکہ اس کا ترجمہ ماضی کے معنون مین کرنا چاہئے تھا - اس اعتراض کے ساتھ معترض نے بہت شوخی دکھلائی ہے - گویا مخالفانہ حملہ مین اسکو بہاری کامیابی ہوئی ہے - اب ہم اس کی کس کس دہوکا دہی کو ظاہر کرین - جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑہی ہوگی وہ خوب جانتا ہے - کہ ماضی مضارع کے معنون پر بھی آجاتی ہے - بلکہ ایسے مقامات مین جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ مین یقینی الوقوع ہو* - مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہین تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو - اور قرآن شریف مین اس کی بہت نظیرین ہین - جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے و نفخ فی الصّور فاذا ھم من الاجداث الی ربّھم ینسلون اور جیسا کہ فرماتا ہے واذ قال اللہ یا عیسےٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ الخ قال اللہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علےٰ سُرُرٍ متقابلین - اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونادیٰ اصحاب الجنّة اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقًا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم - اور جیسا کہ فرماتا ہے تبت یدا ابی لھب وتبّ ما اغنیٰ عنه ماله وما کسب اور جیسا کہ فرماتا ہے ولو تریٰ اذ وقفوا علے النار اور جیسا کہ فرماتا ہے - ولو تریٰ اذ وقفوا علےٰ ربھم - قال الیس ھذا بالحق - قالوا بلےٰ وربنا - اب معترض صاحب فرما دین کہ کیا یہ قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہین یا مضارع کے اور اگر ماضی صیغے ہین - تو ان کے معنے اس جگہ مضارع کے ہین - یا ماضی کے - جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے - کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر حملہ نہین - بلکہ یہ تو قرآن شریف پر بھی حملہ ہو گیا - گویا وہ صرف و نحو جو آپ کو معلوم ہے خدا کو معلوم نہین اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیان کہائین - اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھدیا -

* مثلاً جس شخص کو بہت سی زہر قاتل دیگئی ہو - وہ کہتا ہے کہ مین تو مر گیا - اور ظاہر ہے - کہ مر گیا ماضی کا صیغہ ہے مضارع کا صیغہ نہین ہے - اس سے مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ مین مر جاؤنگا اور مثلاً ایک وکیل جس کو ایک قوی اور کہلی کہلی نظیر فیصلہ چیف کورٹ کی اپنے موکل کے حق مین مل گئی ہے - وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ بس اب ہم نے فتح پائی حالانکہ مقدمہ ابھی زیر تجویز ہے کوئی فیصلہ نہین لکھا گیا - پس مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ ہم یقیناً فتح پالینگے اسی لئے وہ مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے منہ

پھر اس کے ساتھ آپ کا ایک اور اعتراض بھی ہے اور وہ یہ ہے - کہ اس پیشگوئی یعنی عفت الدیار محلہا و مقامہا مین زلزلہ کا لفظ کہان ہے -

افسوس اس معترض کو یہ معلوم نہین کہ مقصود بالذات تو پیشگوئی کا اسی قدر مفہوم ہے - جو الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے - غرض تو صرف اتنی ہے - کہ ایک حصہ ملک پر بڑی تباہی آئے گی - اس جگہ دانا خود سمجھ سکتا ہے کہ مکانات کا تباہ ہونا بذریعہ زلزلہ ہی ہوا کرتا ہے ہان ممکن ہے کہ عظیم الشان ملک کی تباہی اور شہرون اور مکانات کا نابود ہو جانا کسی اور ذریعہ سے ظہور مین آوے - مگر تب بھی بہرحال یہ پیشگوئی سچی ثابت ہوگی - اور چونکہ سنت اللہ کے موافق اس تباہی کو زلزلہ پر دلالت التزامی ہے اسلئے اسکا ذکر کرنا ضروری نہ تھا - لیکن چونکہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ بعض کم فہم جن کی فطرت نادانی اور تعصب کی معجون ہے یہ ایسا اعتراض بھی کرینگے اس لئے اس نے زلزلہ کا لفظ بھی بتصریح لکھدیا - دیکھو پرچہ الحکم مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء اور اگرچہ یہ پیشگوئی زلزلہ کی پیشگوئی سے الگ کر کے جو اس سے پہلے شائع ہو چکی ہے اور سخت تباہی آئے گی اور عمارات نابود ہو جائینگی اور بستیان کالعدم ہو جائینگی اور یہ نہین بتلاتی کہ کس خاص ذریعہ سے یہ تباہیان وقوع مین آئین گی - لیکن جو شخص سوچے گا - کہ شہر اور بستیان کس ذریعے سے زمین مین دھنسا کرتی ہین اور یکدفعہ عمارتین کیونکر گر جاتی ہین - اور اس پیشگوئی کے ساتھ اس پیشگوئی کو بھی پڑہے گا - جو اسی پرچہ مین پانچ ماہ پہلے شائع ہو چکی ہے جس کے یہ لفظ ہین - کہ زلزلہ کا دھکا - وہ ایسا اعتراض کرنے سے حیا کرے گا - کہ پیشگوئی مین زلزلہ کا ذکر نہین - ہان ہم یہ اب بھی کہتے ہین - کہ خدا تعالےٰ کے کلام مین استعارات بھی ہوتے ہین جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرة اعمیٰ* - لہذا ممکن تھا - کہ زلزلہ سے مراد اور کوئی عظیم الشان آفت ہوتی - جو پورے طور پر زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی - مگر ظاہر عبارت بہ نسبت تاویل کے زیادہ حق رکھتی ہے - پس دراصل اس پیشگوئی کا حلقہ وسیع تھا - لیکن خدا تعالےٰ نے دشمنون کا منہ کالا کرنے کے لئے ظاہر الفاظ کی

* اس آیت کے یہ معنے ہین کہ جو شخص اس جہان مین اندہا ہے وہ دوسرے جہان مین بھی اندہا ہی ہوگا یعنی جسکو خدا کا دیدار اس جگہ نہین اوس جگہ بھی نہین اس آیت کے یہ معنے نہین ہین کہ جو بیچارے جسمانی طور پر اس جہان مین اندہے ہین وہ دوسرے جہان مین بھی اندہے ہی ہونگے - پس یہ استعارہ ہے کہ جاہل کا نام اندہا رکہا گیا - منہ

رو سے بھی اسکو پورا کر دیا - اور ممکن ہے کہ بعد اس کے بعض حصے اس پیشگوئی کے کسی اور رنگ مین بھی ظاہر ہون لیکن بہرحال وہ امر خارق عادت ہوگا جس کی نسبت یہ پیشگوئی ہے چنانچہ یہی زلزلہ جس نے اسقدر پنجاب مین نقصان پہونچایا اس کی نسبت تحقیقات کی رو سے سول ملٹری گزٹ وغیرہ اخبارات مین شائع ہو چکا ہے - اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ سوا سو برس تک اس ملک پنجاب مین ایسا کوئی زلزلہ نہین آیا - پس یہ پیش گوئی بلاشبہ اول درجہ کی خارق عادت امر کی خبر دیتی ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ ایسے حوادث مختلف اسباب طبیعیہ سے ظاہر ہون جو ایسے تباہیون کے موجب ہو جائین جو خارق عادت ہین پس اگر اس پیشگوئی کے کسی حصہ مین زلزلہ کا ذکر بھی نہ ہوتا - تب بھی یہ عظیم الشان نشان تھا کیونکہ مقصود تو اس پیشگوئی مین ایک خارق عادت تباہی دو جگہون کی ہے جو بے مثل ہے زلزلہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے - پس جب کہ یہ شہادت مل چکی - کہ سوا سو برس تک اس تباہی کی ملک پنجاب مین نظیر نہین پائی جاتی - تو یہ پیشگوئی ایک معمولی امر نہ رہا - جو صرف انسانی اٹکل سے ہو سکتا ہے -

اس پیشگوئی کے پہلے حصہ مین جو ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء مین اسی اخبار الحکم مین درج ہوئی ہے اور صریح لفظون مین زلزلہ کا ذکر بھی شائع ہو چکا ہے تو ایسے معترض کی عقل پر ہنسین یا رو دین - جو کہتا ہے جو زلزلہ کی کوئی پیشگوئی نہین کی -

اب یاد رہے کہ وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلہا و مقامہا یہ وہ کلام ہے جو آج سے تیرہ سو ۱۳۰۰ برس پہلے خدا تعالےٰ نے لبید بن ربیعۃ العامری کے دل مین ڈالا تھا جو اوس کے اُس قصیدہ کا اول مصرع ہے جو سبعہ معلقہ کا چوتھا قصیدہ ہے اور لبید نے زمانہ اسلام کا پایا تھا اور مشرف باسلام ہو گیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین داخل تھا اس لئے خدا تعالےٰ نے اُسکے کلام کو یہ عزت دی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ ایسی ایسی تباہیان ہونگی جنسے ایک ملک تباہ ہوگا وہ اُسی کے مصرع کے الفاظ مین بطور وحی فرمائی گئی جو اُسکے منہ سے نکلی تھی - پس یہ تعجب سخت نادانی ہے کہ ایک کلام جو مسلمان کے منہ سے نکلا ہے وہ کیون وحی الٰہی مین داخل ہوا کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین وہ کلام جو عبد اللہ بن ابی سرح کے منہ سے نکلا تھا یعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین وہی قرآن شریف مین نازل ہوا جسکی وجہ سے عبد اللہ بن ابی سرح مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا+ - پس جبکہ خدا تعالےٰ .....

+ دیکھو تفسیر العلامہ ابی السعود علی حاشیۃ التفسیر الکبیر ۲۷۶ + ۲۷۹ جلد ۶

کے کلام کا ایک مرتد کے کلام سے توارد ہوا تو اس سے کیوں تعجب کرنا چاہئے کہ لبید جیسے صحابی بزرگوار کے کلام سے اُسکے کلام کا توارد ہوجائے خداتعالٰے جیسے ہر ایک چیز کا وارث ہے ہر ایک پاک کلام کا بھی وارث ہے اور ہر ایک پاک کلام اسی کی توفیق سے منہ سے نکلتا ہے۔ پس اگر ایسا کلام بطور وحی نازل ہوجائے تو اس بارہ میں وہی شخص شک کرے گا جسکو اسلام میں شک ہو اور لبید کے فضائل میں سے ایک یہ بھی تھا جو اُسنے نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا بلکہ زمانہ ترقیات اسلام کا خوب دیکھا اور ۴۱ھ ہجری میں ایکسو ستاون برس کے عمر پاکر فوت ہوا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے بھی کئی مرتبہ قرآن شریف کا توارد ہوا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال قال عمر وافقت ربی فی اربع یعنی چار باتیں جو میرے منہ سے نکلیں وہی خداتعالٰے نے فرمائیں اور اگر ہم اس اُمت مرحومہ کے اولیاء کرام کا ذکر کریں کہ کسقدر دوسرون کے کلام بطور الہام انکے دلوں پر القا ہوئے اور بعض کو مثنوی رومی کے اشعار بطور الہام منجانب اللہ دل پر ڈالے گئے تو یہ بیان ایک علیحدہ رسالہ کو چاہتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ جس شخص کو ایک ذرا واقفیت بھی اس کوچہ سے ہوگی وہ کبھی اس بات کو مُنہ پر نہیں لائے گا کہ خدا کے کلام کو انسان کے کلام سے توارد نہیں ہوسکتا بلکہ ہر ایک شخص جو کسی قدر علم شریعت سے حصّہ رکھتا ہے وہ ایسے کلمہ کو موجب کفر سمجھے گا کیونکہ اس عقیدہ سے قرآن شریف سے انکار کرنا لازم آتا ہے اسجگہ ایک اشکال بھی ہے اور ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اُس اشکال کو بھی حل کردیں وہ یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہے کہ کسی انسان کے کلام سے خدا کے کلام کا توارد ہو تو ایسا ہونا قرآن شریف کے معجزہ ہونے میں قدح پیدا کرتا ہے لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر اور دوسرے مفسرون نے لکھا ہے کوئی جائے اشکال نہیں کیونکہ اسقدر قلیل کلام پر اعجاز کی بنا نہیں ورنہ قرآن شریف کے کلمات بھی وہی ہیں جو اور عربوں کے منہ سے نکلتے تھے اعجازی صورت کے پیدا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا کلام کم سے کم اس سورۃ کے برابر ہو جو سب سے چھوٹی سورۃ قرآن شریف میں ہے یا کم سے کم دس آیتیں ہوں کیونکہ اسیقدر کو قرآن شریف نے معجزہ ٹھہرایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کا کلام خدا کے کلام میں بطور وحی کے داخل ہوجائے تو وہ بہرحال اعجاز کا رنگ پکڑ سکتا ہے مثلاً یہی وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلھا ومقامھا جب لبید رضی اللہ عنہ کے منہ سے شعر کے طور پر نکلی تو

یہ معجزہ نہ تھی لیکن جب وحی کے طور پر ظاہر ہوئی تو اب معجزہ ہوگئی کیونکہ لبید ایک واقعہ گذشتہ کے حالات پیش کرتا ہے جسکا بیان کرنا انسانی قدرت کے اندر داخل ہے لیکن اب خداتعالٰے لبید کے کلام سے اپنی وحی کا توارد کرکے ایک واقعہ عظیمہ آئندہ کی خبر دیتا ہے جو انسانی طاقتوں سے باہر ہے پس وہی کلام جب لبید کیطرف منسوب کیا جائے تو معجزہ نہیں ہے لیکن جب خداتعالٰے کی طرف منسوب کیا جائے تو بلاشبہ معجزہ ہے آج سے ایک سال پہلے اسبات کو کون جانتا تھا کہ ایک حصّہ اس ملک کا زلزلہ شدیدہ کے سبب سے تباہ اور ویران ہوجائیگا یہ کسکو خبر تھی کہ اسقدر شہر اور دیہات یکدفعہ زمین میں دھنس کر تمام عمارتیں نابود ہوجائیں گی اور اس زمین کی ایسی صورت ہوجائیگی کہ گویا اس میں کبھی کوئی عمارت نہ تھی پس اس بات کا نام معجزہ ہے کہ کوئی ایسی بات ظہور میں آوے جو پہلے اس سے کسی کے خیال و گمان میں نہ تھی اور امکانی طور پر بھی اسکی طرف کسی کا خیال نہ تھا کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس ملک کے رہنے والوں نے اس زلزلہ شدیدہ کو بڑے تعجب کی نظر سے دیکھا ہے اور اسکو ایک غیر معمولی اور نادر ہونی بات اور نمونہ قیامت قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ محققان یورپ نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ اس ملک کی تاریخ پر سولہ سو برس تک نظر ڈالکر ثابت ہوتا ہے کہ پہلے اس سے ایسا خوفناک اور تباہی ڈالنے والا زلزلہ اس ملک میں کبھی نہیں آیا پس جس وحی نے ایک زمانہ دراز پہلے ایسے غیر معمولی واقعہ کی خبر دی کیا وہ خبر معجزہ نہیں ہے؟ کیا وہ انسانی طاقتوں کے اندر داخل ہے؟**

جس ملک کے لوگون نے بلکہ اُنکے باپ دادون نے بھی قریباً دو ہزار برس تک ایک واقعہ کو نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو اور نہ انکے خیال وگمان میں ہو کہ ایسا واقعہ ہونیوالا ہے یا امکان میں ہے پھر اگر کوئی پیشگوئی ایسے واقعہ کی خبر دے اور وہ واقعہ بعینہٖ ظہور میں آجائے تو وہ خبر نہ صرف معجزہ کہلائیگی بلکہ اوّل درجہ کا معجزہ ہوگا۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ معترض صاحب نے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی عظمت دور کرنے کے لئے اور اس کو تمام لوگون کی نظر میں خفیف ٹھہرانے کے لئے انجیل کی اوس بے معنی پیشگوئی سے اوسکو مشابہت دی ہے جسمیں محض معمولی الفاظ میں لکھا ہے کہ زلزلے آوینگے لیکن جو شخص ذرا آنکھ کھولکر میرے اشتہارات کی عبارت کو پڑھیگا اسکو افسوس سے کہنا پڑیگا کہ ناحق معترض نے روز روشن پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ایک بھاری خیانت سے کام لیا ہے اس نے میرے اشتہارات کو پڑھ لیا ہے اور اس کو خوب علم تھا کہ میری پیشگوئی کے الفاظ جو زلزلہ کی نسبت بیان کئے گئے ہیں وہ انجیل کے الفاظ کی طرح سست اور معمولی نہیں ہیں تاہم اوس نے دانستہ ہٹ دھرمی کو اختیار کرلیا۔ کسکو معلوم نہیں کہ عربی الہام یعنی عفت الدیار محلھا ومقامھا ایک ایسی چونکا دینے والی خبر پیشگوئی کے طور پر بیان کرتا ہے جس سے بدنوں پر لرزہ پڑ جائے کیا یہ ایک معمولی بات ہے کہ شہر اور دیہات زمین دھنس جائینگے اور اردو میں تصریح کی گئی ہے کہ وہ زلزلہ کا دھکا ہوگا دیکھو اخبار الحکم صفحہ ۱۵ کالم ۲ مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء - اور پھر ۱۹۰۱ء میں جو رسالہ آمین شایع کیا گیا تھا اسمیں لکھا گیا ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ اوس سے قیامت یاد آجائے گی اور* الحکم ۲۴ - مارچ ۱۹۰۴ء میں شایع کیا گیا ہے کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائے گا۔ اور پھر اشتہار الانذار میں لکھا ہے کہ آنیوالا زلزلہ قیامت خیز زلزلہ ہوگا پھر اللہ اسمیں لکھا ہے کہ آنیوالے زلزلہ سے زمین زیر و زبر ہوجائیگی پھر اسی میں لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان حادثہ محشر کے حادثہ کو یاد دلائیگا اور پھر اسی میں خداتعالٰے فرماتا ہے کہ میں تیرے لئے زمین پر اتر ونگا تا اپنے نشان

دکھلاؤں - ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور وہ عمارتیں جنکو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرا دینگے اور میں وہ نشان ظاہر کرونگا جس سے زمین کانپ اُٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ پھر اوس اشتہار میں جسکی سرخی ہے زلزلہ کی خبر بار سوم - آنے والے زلزلہ کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنیوالا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا - اب ایمانا کہو کہ انجیل میں زلزلہ کے بارہ میں اس قسم کی عبارتیں کہاں ہیں اور اگر ہیں تو وہ پیش کرنی چاہئیں ورنہ خداتعالٰے سے خوف کرکے اس حق پوشی سے باز آنا چاہئے۔

قولہٗ - ترجمہ میں زلزلہ کا لفظ بھی داخل کردیا تا کہ جاہل لوگ یہ سمجھیں کہ الہام میں زلزلہ کا لفظ بھی موجود ہے۔

اقول - اے اندھے صاحب پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں - زلزلہ کا دھکّا - عفت الدیار محلھا ومقامھا - دیکھو اخبار الحکم ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء ان دونوں کے معنے یہ ہوئے کہ ایک زلزلہ کا دھکّا لگے گا اور اُس دھکّے سے ایک حصّہ اس ملک کا تباہ ہوجائیگا اور عمارتیں گرجائینگی اور نابود ہوجائینگی۔ اب تبلاؤ کہ کیا ہمنے جاہلوں کو دھوکا دیا ہے+ یا آپ جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں - اور کیا ہمنے جھوٹ بولا ہے یا آپ جھوٹ بولتے ہیں لعنت اللہ علی الکاذبین - اخبار الحکم موجود ہے اسکے دونوں پرچوں کو دیکھ لو اور یہ اخبار زلزلہ موجودہ سے ایک سال پہلے ملک میں شایع ہوچکی ہے گورنمنٹ میں بھی پہنچ چکی ہے - اب تبلاؤ کہ کس تعصب نے آپکو اس جھوٹ پر آمادہ کیا جو آپ دعوے کر بیٹھے جو زلزلہ کا ذکر پیشگوئی میں موجود ہی نہیں ہے۔

قولہٗ یہ الہام ۳۱ - مئی ۱۹۰۲ء کے الحکم کے صفحہ کالم ۴ پر موجود ہے اور اوس کے سامنے صاف طور پر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ متعلق طاعون۔

** معترض صاحب نے جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں پیسہ اخبار میں یہ اعتراض شایع کیا ہے کہ پیشگوئی عفت الدیار محلھا ومقامھا میں زلزلہ کا کہاں ذکر ہے حالانکہ زلزلہ کا ذکر اس پیشگوئی سے پانچ ماہ پہلے اُسی اخبار میں شایع ہوچکا ہے اور یہ پیشگوئی اسی زلزلہ کی صفات کا بیان ہے ہمارے مخالفین کی یہ دیانت اور امانت اور عقل اور یہ فہم ہے کیا ان لوگون میں کوئی بھی اب انسان نہیں کہ خلوت میں اس شخص کو ملامت کرے اور اسکو گوشمالی کرے کہ ایسا دھوکا پبلک کو کیوں دیا حالانکہ اسکو خوب معلوم تھا کہ پرچہ الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء میں زلزلہ کی پیشگوئی صاف لفظوں میں موجود ہے جسکے ہیبت ناک نتایج الہام عفت الدیار میں ذکر کئے گئے ہیں اور یہ دونوں پیشگوئیاں ان کے ظہور سے ایک سال پہلے شایع کی گئی ہیں - بلکہ زلزلہ کی پیشگوئی صریح اور صاف لفظوں میں مواہب الرحمن صفحہ ۸۶ میں بھی موجود ہے جسکو شایع کئے اڑھائی برس ہوچکے ہیں - منہ

+ اخبار سول ملٹری گزٹ میں یہ امر تحقیقات شدہ شایع کیا گیا ہے کہ ہندوؤں کا مندر جو کانگڑہ میں زلزلہ سے نابود ہوگیا ہے دو ہزار برس سے یہ مندر چلا آتا تھا پس ایسا زلزلہ پہلے اس سے آیا ہوتا تو یہ عمارتیں پہلے سے ہی نابود ہوجاتیں منہ

+ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں میری کتاب مواہب الرحمن میں بھی جو ۱۹۰۲ء میں چھپکر شایع ہوگئی تھی صریح لفظوں میں یہ پیشگوئی ہے اور زلزلہ کا نام لیکر ذکر موجود ہے پھر اس حالت میں جاہل تو وہ لوگ ہیں کہ جو اتنی تصریح اور توضیح کے بعد بھی سمجھتے ہیں کہ زلزلہ کا کہاں ذکر ہے انکو چاہئے کہ آنکھیں کھولکر اخبار الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء کو پڑھیں اور رسالہ آمین کو پڑھیں جو ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا تھا اور پھر مواہب الرحمن کے صفحہ ۸۶ کو پڑھیں جو ۱۹۰۲ء میں شایع ہوئی تھی اور پھر اپنی ایمانی حالت پر رو دیں منہ

* ایسا ہی میری کتاب مواہب الرحمن مطبوعہ ۱۹۰۲ء میں ایک سخت زلزلہ کی خبر ہے جس سے عمارتیں گرینگی اور اسمیں نہ صرف عمارتوں کے گرنیکا ذکر ہے بلکہ صاف لفظوں میں زلزلہ کا ذکر ہے دیکھو مواہب الرحمن صفحہ ۸۶ منہ